غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت کیجئے
ایمان کی جلاء
فی مسئلہ یارسول اللہ ﷺ
مصنف
صاحبزادہ عبدالرشید تبسم چشتی

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجئے

ایمان کی جلاء

فی مسئلہ یارسول اللہ ﷺ

مصنف
صاحبزادہ عبدالرشید تبسم

مکتبہ ضیائیہ
بوہڑ بازار اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
Ph: 051-5552781, 051-5550649

نام کتاب ________ ایمان کی خلاء

مصنف ________ صاحبزادہ عبدالرشید تبسم

کمپوزر ________ عبدالرؤف (النوید کمپیوٹر اکیڈمی
(ناڑہ شریف)

اشاعت بار اوّل ________ 2006

تعداد ________ 1000

ناشر ________ جمال پریس دینہ

ہدیہ ________ 60روپے

☆ ________ ملنے کا پتہ ________ ☆

☆ کاشانہ، چشتی ناڑہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک
دیوان حضوریؒ ایجوکیشنل کمپلیکس دیوان حضوریؒ سوہاوہ جہلم
دارالعلوم جامعہ غوثیہ ضیاء القرآن دیوان حضوریؒ سوہاوہ۔

☆ محمد یوسف جنرل سٹور مین بازار ناڑہ شریف

فون نمبر: 0300-5202603 057-2625233

﴿انتساب﴾

میں اپنے ان اوراق کو بارگاہ مصطفوی ﷺ میں ہدیۂ عقیدتاً پیش کرنے کے بعد استاذی المکرّم عالم باعمل پیکر اخلاص ووفا محقق ابن محقق علامہ ابن علامہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین الحق چشتی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جن کے تقویٰ وللٰہیت علم وعمل پر اہلِ اسلام بالعموم اور علاقہ چھچھ حضرو کی غیور عوام بالخصوص فخر کرتی ہے۔

(گر قبول افتد زہے عز وشرف)

﴿برائے ایصال ثواب﴾

ہم اپنے والد محترم جناب حاجی محمد اقبال مرحوم ومغفور کے ایصال ثواب کے لیے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کررہے ہیں تمام قارئین کرام سے التماس ہے کہ ہمارے والد برزگوار کو دعائے مغفرت وبخشش میں ضرور یادرکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کا پورا پورا ثواب انہیں عطا فرما کران کے درجات بلند فرمائے

آمین بجائے سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین ﷺ

طالب دعا

پسران محمد فیصل اقبال، محمد عامر اقبال، محمد کامران اقبال

حسن جیولرز کراچی کمپنی اسلام آباد رساکن منڈی بہاوٗالدین

ضروری وضاحت

یہ رسالہ میں نے 14 اگست 1997ء بروز جمعرات کو صرف تین دن میں مکمل کیا اس میں میرا کوئی کمال نہیں بس دربار مصطفوی ﷺ سے رحمت کی خیرات کا صدقہ کہ مجھ جیسے بے ڈھنگے انسان سے دین کی خدمت اور مسلک حقہ سے محبت کا اظہار ان سطور کی صورت میں کروایا گیا۔

اتنے طویل عرصہ میں اس کا منظر عام پر نہ آنے کی کئی ایک وجوہات ہیں آخر جب دربار مصطفوی ﷺ سے منظوری ہوئی تو اب مطالعہ کے لئے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس طویل عرصہ میں میرے جد امجد اکبر صوفی کامل عالم باعمل استاذ الجن والانس حضرت علامہ الحافظ شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ میرے داداجان عاشقِ قرآن جناب محمد خان صاحبؒ، میرے نانا جان جناب چوہدری عبدالخالق صاحبؒ اور خالہ زاد محمد اجمل حسینؒ مرحومین اس دار فنا سے دار بقا کو انتقال کر گئے ہیں۔

میں اپنے ان اوراق پر رب تعالیٰ کی طرف سے بصدقہ نعلین مصطفوی ﷺ ملنے والے اجر وثواب کو ان کی ارواح کو ایصال کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ تمام مومنین مومنات کے ہمراہ انکی بخشش فرمائے آپ سے بھی گذارش ہے کہ میرے دن بزرگوں کو اپنی دعائے مغفرت میں اور مجھ جیسے ناکارہ انسان کو دعائے رحمت میں ضرور یاد رکھنا۔ والسلام

صاحبزادہ عبدالرشید تبسم

تقریظ از قلم

راس الاتقیاء استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی محمد نعمان صاحب غورغشتوی

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

صاحبزادہ عبدالرشید صاحب کا مؤلفہ رسالہ ایمان کی جلاء تقریظ کے لئے موصوف نے پیش کیا. میں اس قابل تو نہیں کہ کچھ کہوں مگر یہ مسلۂ اندھی تقلید کی وجہ سے وجہ نزاع بنا ہوا ہے. نماز پڑھتے وقت ہم السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں اور صاحب در مختار نے لکھا ہے کہ قصد حکایت نہ کرے بلکہ قصد انشاء کرے اور ویسے بھی گلوکار کے گانے اور تصویر بذریعہ ٹیلی ویژن اور وی سی آر دیکھتے ہیں. کیا جبرائیل و میکائیل علیہ السلام میں بجلی اتنی بھی طاقت نہیں ہے خدا سمجھ دے اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا نقصان ہے.

والسلام

مفتی محمد نعمان عفی اللہ عنہ وعن الیہ

غورغشتی اٹک

تقریظ از قلم

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد غوث شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی خاتم النبیین وعلی الہ

واصحابہ الطیبین الطاہرین

اما بعد! بندہ نے جب یہ رسالہ عجالہ ورد یارسول اللہ ﷺ دیکھا تو زبان سے یہ الفاظ فوراً صادر ہوئے۔

ذوق وشوق سے کریں ورد یارسول اللہ

کہ ساقی جام کوثر ہیں آپ یارسول اللہ

صاحبزادہ عبدالرشید تبسّم صاحب خطیب غورغشی نوراللہ صدرہ نے ورد یارسول اللہ کے بارے میں فصیح وبلیغ بڑی وضاحت سے بیان تحریر کیا اور دلائل شواہد سے اور اکابرین حضرات کے حوالہ جات سے مزین کیا اور یہ محض فیض محبت اور عشق حضور نورالانوار ﷺ سے جو دل میں تھا وہ صفحہ قرطاس میں آیا۔ اور عام فہم طریقہ سے مسئلہ ذکر یارسول اللہ کو توحید کے مسئلہ کے بعد تحریر کیا۔ اور عوام پر واضع کردیا۔

نماز میں ہم السلام علیك ایها النبی پڑھتے ہیں اسکے بارے میں

بعض جہل مرکب میں مبتلا ہو کر یا ضد کی آڑ میں کہتے ہیں کہ یہ بطور حکایت اور قصہ پڑھتے ہیں یہ دلیل غلط ہے اس عقیدت سے نماز کس طرح ہو گی۔ حضرات نماز نہ حکایت ہے اور نہ قصہ اور نہ ہی نقل ہے بلکہ حکم ہے اقیموالصلوٰۃ اور ویقیمون الصلوٰۃ یہ حکم ادا صلوٰۃ کے لئے پانچ وقت تمام زندگی میں بطور تجدد اور حدوث یہ جملے فعلیہ ہیں اور ہر نماز نئی عبادت ہے اور

اختیار سے فاقراء ماتیسرامن القرآن کی دلیل سے جس صورت سے پڑھے اور اگر نقل کے طور پر یہ عبادت ہوتی تو ادا اور قضاء میں فرق نہ ہوتا تو ندا اور خطاب حضور قلبی سے ہم ادا کریں اور حمد وثناء احسان سے ادا کریں۔اور احسان کا معنی حدیث میں مذکور ہے، حضرات ایسی نماز ادا کرنے کا حکم ہے اور رب کی بارگاہ میں ایسی نماز ہی شرف قبولیت والی ہو گی۔ اور ایسی نماز نخلع و نترک من یفجرک اور ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء ولمنکر والبغی والی ہو گی۔ یعنی فسق وفجور منکر بغاوت سے روکنے والی ہو گی۔ جو محبت اور عشق رسول ﷺ سے بھری ہو نہ کہ وہ نماز جو حکایت اور نقل ہو۔

خویدم الشرع

محمد غوث شاہ جلالوی جلالیہ اٹک

تقریظ از قلم

حضرت علامہ مولانا ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی میروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! فاضل نوجوان مقرر جادو بیان حضرت صاحبزادہ عبدالرشید تبسم صاحب نے جو رسالہ ایمان کی جلاء (ندائے یارسول اللہ) تحریر فرمایا ہے. اسے ایک نظر دیکھنے کا اتفاق ہوا الحمد اللہ یہ رسالہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے کیونکہ آج کے پر فتن دور میں اپنے عقیدے کی حفاظت کرنا جس پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے بہت ضروری ہے. اس رسالہ کا مطالعہ ہر خاص و عام کیلئے بہت مفید ہے. سچ تو یہ ہے کہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی. اسی طرح سرکار کا غلام یارسول اللہ پکارنے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا. اور پھر پیر طریقت مفسر قرآنحضرت علامہ مفتی محمد ریاض الدین قادری ؒ نے اپنی تفسیر ریاض القرآن میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت فرمائی کہ "ک" جو ایاك نعبد مین ہے وہی السلام علیک میں ہے گویا اے عابد جس طرح ذات خدا کو حاضر و ناظر جان کر نماز شروع کی ہے. اسی طرح ذات مصطفیٰ کریم ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر نماز ختم کرنا۔

مزید فاضل محترم نے مخالفین کی کتب سے حوالہ جات پیش کر کے سونے پر سہاگہ چڑھایا ہے میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اہل سلیم کو رسالہ ایمان کی جلاء سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بحرمت سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

راقم الحروف

فقیر ابوالحسن حافظ محمد ریاض چشتی

خادم دارالعلوم غوثیہ رضویہ ریاض السلام اٹک شہر

﴿نگاہ اولین﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی الہ واصحابہ اجمعین

برادران اسلام کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ گزارش ہے کہ اس رسالہ کو اول سے آخر تک ٹھنڈے دل سے غور کے ساتھ ضرور پڑھیں۔ تعصب اور شخصیت پرستی سے الگ ہو کر ایمانداری اور حق پرستی سے کام لیں اور حق کام کی پہچان کریں انشاء اللہ ایک دفعہ مطالعہ سے حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائیگی۔

برادرم مولانا عبدالرشید صاحب کو یہ رسالہ لکھنے پر اس لئے مجبور کیا گیا کہ آج کل عوام کو خواہ مخواہ شرک وبدعت کے فتووں سے پریشان کیا جارہا ہے. حالانکہ ایسے حضرات کو قرآن مجید کے اس قول پر بڑی گہرائی کے ساتھ توجہ دینی چاہیے تھی. ارشاد باری تعالی ہے۔

وما اتاکم الرسول فخذو وما نہاکم عنہ فانتھوا (الحشر)

جو چیز تمہیں تمھارا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

آج جن افعال حسنہ سے ہمیں منع کیا جاتا ہے کیا آج ان کی ممانعت مختار کل آقا علیہ السلام سے بھی ثابت ہے یا کہ نہیں؟ یقیناً نہیں۔

برادرم نے نہایت احسن انداز میں مسئلہ ندائے یا رسول اللہ کو قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ اور محدثین کرام اور علماء اہلسنت والجماعت وعلمائے دیوبند

کے اقوال سے واضح کیا ہے۔

برادرم کا کسی سے ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے الحب للہ والرسول والبغض للہ والرسول کے تحت غیرت ایمانی کا سچا اور صحیح مظاہرہ کیا ہے۔ لہٰذا بار دیگر اس رسالہ کے مطالعہ کیلئے عرض گذار ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (آمین بجاہ سید المرسلین)

طالب دعا

سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی

غورغشتی اٹک

حمد باری تعالیٰ

پیر سید غلام معین الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ المعروف بڑے لالہ جی سرکار گولڑہ شریف

نکلتی ہے دل سے صدا اللہ اللہ
مزا دے رہی ہے یہ کیا اللہ اللہ

حرم میں کلیسا میں مندر میں ہر سو
ہر اک چیز کہتی ہے یا اللہ اللہ

جھلک دے رہی ہے ہر اک شے میں کیسی
تیری پیاری پیاری ادا اللہ اللہ

خدا کی خدائی میں بے ڈر ہے کتنا
محمد کے در کا گدا اللہ اللہ

کھلا راز منصور پر جب تو بولا
اناالحق انا اللہ اللہ

مزا زندگانی کا جب آئے مجھ کو
زباں پر ہو صبح و مسا اللہ اللہ

حقیقت میں دیکھو نہیں غیر کوئی
یہ کیا پھیر ہے آنکھ کا اللہ اللہ

مجھے یاد آتا ہے مشتاق ہردم
دیارِ حبیبؐ خدا اللہ اللہ

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ خبر لو ہجر کے بیمار کی
میرے دل میں آرزو ہے آپکے دیدار کی

میرے اللہ آئے گا کب اذنِ وصل میرا بھی
آنکھ طالب کب سے میری آپکے دیدار کی

جب بھی چلتی ہے مدینہ پاک کی باد صبا
کرتی جاتی ہے وہ باتیں آپ ہی کے پیار کی

جب بھی آیا در پہ تیرے سائل آقا کوئی بھی
بھر کے جھولی صفت بولا آپکے دربار کی

جب بھی کہتا ہے کوئی نعت پڑھنے کو مجھے
جرات ہو سکتی نہیں مجھ سے پھرانکار کی

سب ہی اچھا کہتے ہیں جنت کے گل گلزار کو
کیا بتاؤں شان ہے کیا طیبہ کے بازار کی

بات تیری بن ہی جائے گی تبسّم ایک دن
کر غلامی تو بھی پیارے آقا کے دربار کی

(عبدالرشید تبسّم)

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یا رسول اللہ
خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسول اللہ
خدا حافظ خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے
یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یا رسول اللہ
گو پنڈت ہوں مگر آقا تمہاری نعت لکھتا ہوں
تمہارا نام لگتا ہے پیارا یا رسول اللہ

شاعر (چاند بہاری لال صبا ماتھ جے پوری)

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

رب تعالیٰ نے اس دنیا کے اوپر بندوں کی ہدایت کی خاطر مختلف ادوار میں رسول معبوث فرمائے تا کہ انسانوں کو آدمیت کی تخلیق کا اصل مقصد بتایا جائے اور انکا اللہ وحدہ لاشریک سے تعلق بحال و مضبوط کیا جائے۔

اس دنیا کے اندر جو بھی رسول مبعوث ہوا اسکی تبلیغ کا واحد مقصد توحید اور ردشرک تھا۔ یعنی ہر رسول یہی بتاتا ہے کہ رب تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ وہ لم یلد و لم یولد ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ کسی کے آگے سجدہ نہیں کرنا۔ مسجود صرف وہی ہے اسکے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرنی معبود صرف وہی ہے اگر کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھ کر عبادت کی اسکے آگے جھکے یا سجدہ کیا تو یہ شرک ہوگا اور شرک نا قابل معافی جرم ہے۔

آخر یہی تبلیغ کا سلسلہ چلتے چلتے نبی آخر الزماں مختار کل خاتم الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تک آن پہنچا۔ آپ کی بھی تبلیغ کا مرکز و محور بھی یہی دو عنوان تھے۔ توحید اور ردشرک۔ اب اللہ کے فرمان ودین الحق لیظھرہ الدین کلہ (التوبہ ۳۴) کے مطابق اسی دین اسلام نے پھیلنا بھی تھا۔ عام بھی ہونا تھا۔ اور باقی تمام ادیان کے اوپر غالب بھی آنا تھا۔ توحید کا پرچم سربلند بھی ہونا تھا۔ شرک کا رد یعنی خاتمہ بھی ہونا تھا۔ اور اب قیامت تک اسی دین نے رہنا بھی ہے۔

اور ہاں سنئے! قربان جائیں آمنہ کے لال ﷺ پر کہ جنہوں نے ایسا کر دکھایا اور ایک ایسا اعلان سرمدی سنایا کہ جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں سنایا۔ یہ اعلان سن ۱۱ ہجری کو کیا گیا۔ یہی سال حضور پرنور ﷺ کے وصال کا سال بھی تھا

نبی غیب داں ﷺ نے وصال کے دن قریب دیکھے تو حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ شہداء احد کی قبروں کی زیارت کے بعد ممبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کرام کے مجمع سے خطاب کیا اور کہا۔

"فقال انی فرطکم وانا شہید علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی الان وانی قد اعطیت مفاتیخ خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکو ولکن اخاف ان تنافسو افیھا او کما قال علیہ السلام" نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارا اسہارا اور گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں حوض کوثر کو اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور بے شک مجھے یہ خطرہ ہرگز نہیں ہے کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے۔ بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۰۸)

اس خطاب میں پیارے آقا ﷺ نے ایک ایسا پیغام دیا اور کھلے عام یہ اعلان کیا کہ میرے بعد میری امت دنیا کے جال میں تو پھنس سکتے ہیں۔ مگر شرک کا میں خاتمہ کر کے جا رہا ہوں۔ وہ کبھی مشرک نہیں ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ عبادت کے لائق وہی رب ہے۔ معبود صرف وہی اللہ ہے اب جب بھی عبادت کے لیئے جبیں جھکے گی تو صرف اسی رب کے سامنے جھکے گی۔ مگر ہاں شرط یہ ہے جبیں کا جھکنا صرف عبادت کیلئے ہو۔ اور اگر عبادت کی نیت نہیں تو پھر دن میں ہزار مرتبہ بھی زمیں پر جبیں رگڑتے رہو اور داغ دار کرتے رہو نہ سجدہ ہو گا اور نہ ہی شرک ہو گا۔

قیام اور رکوع کے معنی یہ ہیں. کھڑا ہونا اور جھکنا اب قیام اور رکوع میں نیت عبادت کی ہے نیت نماز کی ہے تو وہ قیام اور رکوع صرف رب کیلئے ہو گا اس کے علاوہ شرک ہو گا اور اگر یہ کھڑا ہونا نبی کے درود وسلام کیلئے ہو اور جھکنا محبوب

ﷺ کہلائے گا مگر افسوس آج کے اس پرفتن دور کے اوپر نظر ڈالیں تو آپ کو ہر طرف شرک کی تبلیغ نظر آئے گی. شرک کی کتاب. شرک کا فتویٰ ہی سنائی دے گا کبھی حضور پرنور ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا شرک. تو کبھی حضور ﷺ کو بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر کہہ دیا تو شرک کبھی عاشق درود وسلام کیلئے کھڑا ہو گیا تو شرک. کبھی محبت میں آکر محبوب ﷺ کے در اقدس پر رب کی رحمت کی خیرات کیلئے بیٹھ گیا تو مشرک. کبھی میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا تو مشرک. تو کبھی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول الله ﷺ جیسے ترانہ لم یزل کو الاپا تو شرک. کبھی نعرہ ابدی یارسول اللہ لگایا تو شرک. تو کبھی یا ایھا الذین امنو جان کر یا علی. یا غوث کہہ دیا تو شرک. کبھی سیدنا امام حسین کے ایصال ثواب کیلئے سبیل لگائی تو شرک اور بدعت. تو کبھی امام اولیاء سیدنا عبدالقادر جیلانی کے ایصال ثواب کیلئے کچھ طعام (بنام گیارہویں شریف) پکایا تو شرک و بدعت تو کبھی میلاد النبی ﷺ کے دن کچھ پکا کر تقسیم کیا تو شرک و بدعت۔ میں تو کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اللہ جانے ان شرک و بدعت کہنے والے حضرات کو شرک اور بدعت کے معنی بھی آتے ہیں یا نہیں. یا صرف عاشقان رسول ﷺ کو تنگ کرنے اور امتحان لینے کا ایک ڈھنگ نہ ہو.

بحر صورت اپنی اپنی سوچ اور اپنا اپنا خر دو خیال ہے۔ ہماری تو سوچ بھی اور ہمارا علم بھی اسی نتیجہ پر پہنچا کہ بس زندگی کا مرکز و محور۔ حیات کا مقصود اور دنیا و آخرت کی بھلائی فقط ادب و محبت مصطفیٰ ﷺ میں ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ خدا کی عبادت اور اس عبادت کے بعد دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اس میں ادب و محبت مصطفیٰ ﷺ شامل نہ ہو۔

جس دل میں محمدؐ کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے اگر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

معزز قارئین کرام! دور حاضر میں ہر طرح کا اسلامی لیبل لگا کر اور ظاہری مسلم کا لبادہ اوڑھ کرامت مصطفیٰ ﷺ کو محبوب ﷺ اور در محبوب ﷺ سے دور کیا جارہا ہے۔ جو کہ سامراجی وغیر مسلم طاقتوں کی گھناؤنی سازش ہے۔ ان سازشوں میں ایک سازش یہ بھی ہے کہ "یارسول اللہ" "یانبی اللہ" کہنا ناجائز اور شرک وبدعت ہے۔ کیونکہ معاذ اللہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی کے حضور پرنور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ نہ وہ حاضر ہیں نہ سامع۔ حالانکہ ان پڑھے لکھے جاہلوں کو رب تعالیٰ کے اس قول کی طرف توجہ دینی چاہیے تھی۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل
احیاء عند ربھم یرزقون (ال عمران)

ترجمہ "اور تم ان لوگوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔"

معترضین اعتراض کر سکتے ہیں کہ یہ آیت شہداء کے حق میں نازل ہوئی ہے انبیاء اکرام کے لئے نہیں تو جواب یہ ہوگا یہ شہید بھی تو آخر نبی کا امتی ہے۔ اگر امتی قبر میں زندہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور رزق بھی کھا سکتا ہے۔ تو نبی تو بدرجہ اولیٰ اسکا حق رکھتا ہے۔ ویسے بھی نبی مقام شہادت سے سرفراز ہوتا ہے۔

سنئے حدیث پاک تا کہ ذہن سے یہ خدشہ بھی دور ہو جائے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (الخصائص الکبریٰ ج ۲۔۲۸۱)
انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔

امام زرقانی فرماتے ہیں۔

"الانبیاء والشھداء یاکلون فی قبورھم و
یشربون ویصلون ویصومون ویحجون"

ترجمہ "انبیاء اور شہدا اپنی قبروں میں کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، اور حج کرتے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب ۵۔۳۳۴)

وجہ تالیف

بندہ حقیر پر تقصیر کا یہ رسالہ ترتیب دینا برائے اصلاح معاشرہ ہے نہ کہ برائے مناظرہ ہے میں صرف یہ سوچتا ہوں کہ "شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات" باقی نہ ہی کسی کو تنقید کا نشانہ بنانا اور نہ ہی کسی کے مسلکی وقار کو مجروح کرنا مقصود ہے بس فقط رضائے رب اور رضائے آقا علیہ وسلم صلی اللہ مقصود و مطلوب ہے اس رسالہ سے بندہ اپنی مغفرت و بخشش کا طالب ہے۔ ہاں ایک گذارش ہے کہ اگر سمجھ شریف میں کچھ آجائے تو پھر عمل کر کے میر لے لئے بھی اور اپنے لئے بھی بخشش کا ساماں بنا ئیں اور اگر کچھ پلے نہ پڑے تو اپنے لئے رب کی بارگاہ میں ہدایت کی دعا کریں۔

بندہ دیگر کئی مصروفیات کی بناء پر اور اپنی کم علمی کی بناء پر قلم اٹھانے کی جسارت تو نہ رکھتا تھا مگر پھر بھی برادرم سید منور علی شاہ بخاری رضوی۔ برادرم محمد اعجاز اور برادرم محمد قمر الزماں رضوی صاحب ساکنان غور غشی اور دیگر احباب کے اصرار پر بصدقہ نعلین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کم علمی کا اظہار پیش خدمت ہے۔

اہل علم و دانش حضرات سے بھی اپیل ہے کہ بندہ کو اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ فن تحریر و تصنیف کی اہلیت نہیں رکھتا لہٰذا جہاں کمی اور غلطی پا ئیں تو از راہ کرم برائے اصلاح بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ اور قارئین کرام اگر کوئی بھلا ئی اور خیر کی بات دیکھیں تو یہ فقط اللہ کی توفیق صاحب گنبد خضریٰ کے در کی خیرات اور حضور سیدنا پیر مہر علی شاہؒ تاجدارِ گولڑہ شریف کے در کے فیض پر محمول کریں۔

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے لگایا یہ نعرہ اس کا بیڑا پار ہے

والسلام

احقر صاحبزادہ عبدالرشید تبسم چشتی

ناڑہ شریف

14 اگست 1997ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادران اسلام! دور حاضر میں اولاً تو اسلام کی ہر بات پر طعن و تشنیع کی جاتی رہی ہے اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کو شرک وبدعت کے فتوؤں میں پیسا جاتا رہا ہے اور تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ سے متعلقہ امور پر شرک و بدعت کے فتاویٰ نے اہل اسلام کو پریشان کررکھا ہے ان امور میں سے ایک امر نعرہ رسالت یا رسول اللہ ہے اس نعرہ ابدی کو بڑے شدومد کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔لیکن قدرت الٰہی کا فیصلہ ہے۔

ورفعنا لك ذكرك (پ ۳۰۔ الم نشرح ۴) اور رب قدوس کو کچھ اس طرح منظور بھی ہے کہ یہ جتنا بھی بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسکو اتنی ہی پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔

آؤ دیکھتے ہیں کہ قرآن وسنت اور اقوال صحابہ کرامؓ ومحدثین کے نزدیک اس کے جواز اور عدم جواز پر کیا حکم ہے ہم سب سے پہلے لفظ یارسول اللہ پر مختصر سی بحث کریں گے۔ پھر قرآن وسنت ،صحابہ کرامؓ ومحدثین ومفسرین کرام کے دلائل کے ساتھ اس رسالہ کا اختتام کریں گے۔

(۱) ﴿یارسول اللہ اک وسیلہ ہے﴾

یہ نعرہ ربط رسالت ہے۔یہ سہ لفظی کلمہ ہے جو لفظ ندا ''یا'' سے شروع ہو کر لفظ ''اللہ'' پر ختم ہو جاتا ہے۔ یا اور اللہ کے درمیان لفظ رسول ہے۔''یا'' لفظ تلاش ہے اللہ مقصود ہے اس مقصود کو پانے کیلئے رسول واحد واسطہ اور وسیلہ ہیں اور

وسیلہ پکڑنا حکم الٰہی ہے۔ کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو وسیلہ رسالت اور واسطہ رسالت سے تلاش کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وابتعو الیہ الوسیلہ" (مائدہ : ۳۵)

اللہ کی طرف جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اب اپنا اپنا وجدان ہے کہ کسی نے اس وسیلہ کو اعمال صالحہ جانا اور کسی نے اولیاء کرام مراد لئے (شاہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم) اگر مقصود پانے کیلئے اعمال اور نیک لوگ وسیلہ بن سکتے ہیں۔ تو پھر نبی کی ذات بدرجہ اولٰی حق رکھتی ہے ہاں اتنا ضرور ذہن میں رکھنا کہ بغیر واسطہ رسالت مآب کے یا اللہ کہنے سے یہ التجا صدا بصحرا رہے گی لیکن ماجور نہ ہو گی۔ اک کسک رہے گی۔ مگر ماثور نہ ہو گی۔ اک تڑپ رہے گی۔ مگر مقبول نہ ہو گی۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہو گا یا اللہ کہنے سے انسان اللہ کا ہو جاتا ہے۔ اور یا رسول اللہ ﷺ کہنے سے اللہ خود بندے کا ہو جاتا ہے۔ قرآن شاہد ہے، "وکانوامن قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ (البقرہ ۲:۸۹)

اس سے پہلے وہ اس نبی ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ اگر اس نبی کی پیدائش سے قبل یہود اس کا وسیلہ دیکر کفار پر فتح حاصل کرتے تھے تو آج یہی نبی بعد از وفات وسیلہ کیوں نہیں بن سکتے۔ حالانکہ اس وقت بھی ظاہری طور پر نہ تھے اور آج بھی صرف ظاہری پردہ ہے۔

جس طرح پیغمبروں سے کلام کرنے کے لیے خدا نے جبرائیل کو وسیلہ بنایا اسی طرح بندوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء کو وسیلہ بنایا۔ یارسول اللہ ﷺ اس بات کا اعلان ہے کہ ہم مصطفٰے کریم ﷺ کے وسیلے کی مدد سے خدا کی مدد کے طلب گار ہیں کیونکہ خزینہ توحید فقط رسالت کی کنجی سے کھلتا ہے اور کسی چابی سے نہیں کھلتا۔

مقام افسوس ہے! اور تف ہے ان لوگوں پر کہ جو واسطہ رسالت کے بغیر رب سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات میں ڈنکے کی چوٹ پر واضح کرنا چاہتا

ہوں کہ جس طرح رب انبیاء کے بغیر بندوں سے مخاطب نہیں ہوتا اسی طرح کوئی انسان بھی واسطہ رسالت کے بغیر رب کی معیت نہیں پاسکتا۔ بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ جب خدا وسیلے کا قائل ہے تو یہ اس کے بندے ہو کر وسیلہ کے کیوں قائل نہیں جب کہ وہ خود کہتا ہے کہ "میری طرف آنے کا وسیلہ پکڑو"

(۲) "یارسول اللہ" ذکر رسول ہے

بندہ جس ہستی کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔ وہ ہر وقت ہر مجلس میں اپنے محبوب کے ترانے الاپتا ہے۔ اسی کی داستان کو چھیڑے رکھتا ہے۔ کبھی اسکے چہرے کی باتیں کبھی اسکی زلف کی باتین کبھی اسکی آنکھوں کی باتیں۔ کبھی اسکے دانتوں کا تذکرہ کبھی اسکے تلووں کا ذکر کبھی اس کے جلووں کی باتیں۔ کبھی اسکے گھر کا ذکر کبھی اسکے در کا ذکر کبھی اسکے سینے کی باتیں کبھی اسکے قرینے کی باتیں، غرضیکہ جو جو لمحہ محبوب پر جس جس حال میں گزرتا ہے۔ اس کا بھی ذکر کرتا ہے پھر یہاں تک بس نہیں کرتا بلکہ ان لمحات کو بھی یاد کرتا ہے جو اس نے اور محبوب نے آمنے سامنے بیٹھ کر گزارے ہوتے ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے محبوب کے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اسی کے تذکروں بھری ضخیم عظیم کتاب قرآن مجید اتار کر ہمارے سامنے نمونہ بنا کے پیش کر دیا ہے کہ دنیا والو! دیکھو مجھے اپنے محبوب کے ساتھ کتنی محبت ہے لہٰذا" من احب شیاء فاکثر ذکرہ " کے تحت غلامئ مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا اول یا رسول اللہ کا ورد ہے ہمیں تو بس صرف دہلیز مصطفیٰ ﷺ تک رسائی کا حکم دیا گیا ہے۔ آگے خدا تک رسائی یہ مصطفیٰ کریم کا مقام ہے۔ بقول شاعر۔

تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اللہ کی محبت کا ہر کوئی دعویدار ہے مگر خدا کا تو اعلان ہے کہ میری محبت میں

کامل وہ ہوگا۔ جس کا سر دہلیز مصطفیٰ ﷺ پر خم ہوگا۔ قرآن اسی فلسفہ کو یوں بیان کرتا ہے۔

"ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

(آل عمران ۳:۳۱)

(اے محبوب تم فرمادو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔) شومئی قسمت جو بھی نسبت رسول میں شک رکھتا ہے کہ در رسول پر حاضری دوں یا نہ دوں یارسول اللہ کا ورد کروں یا نہ کروں نبی کا غلام بنوں یا نہ بنوں وہ دردر کی ٹھوکریں تو کھا سکتا ہے مگر خدا کا محبوب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ نبی کا بے وفا ہے۔ اسکا نبی کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قانون محبت یہ ہے کہ جہاں شک پڑ جائے وہاں محبت کامل نہیں رہتی۔ اور جہاں تک ایمان کا تعلق ہے تو ایمان تو نام ہی غلامی مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ ایمان تو نام ہے۔ ذات مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ تعلق کا ایمان تو ساری دنیا سے کٹ کر مصطفےٰ ﷺ کا ہی ہو جانے کا نام ہے۔ پڑھئے حدیث رسول ﷺ اور جھوم جھوم جائیے

"لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔" تم میں سے ایک بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک بچوں سے بڑھ کر والدین سے بڑھ کر بلکہ ساری کائنات کے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(۳) یارسول اللہ باوفا امتی ہونے کی علامت

اگر بے وفا امتی حقوق النبی ﷺ (جو کہ قرآن نے سورۂ اعراف آیت

۵۷ میں بیان کیے ہیں۔ کو زیر نظر رکھتے تو دماغ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں کہ قرآن میں کہیں تو لکھا مل جائے کہ نبی کی ذات کو موضوع بحث بنایا جائے۔ آقا کی زبان اقدس پر زبان درازی کی جائے بخشش خدا کا فضل نبی کا صدقہ ہونے کی بجائے اپنے اعمال کا ثمر سمجھا جائے۔ نبی کی ذاتِ مقدس کو وسیلہ بنا نا شرک سمجھا جائے۔ حضور پر نور ﷺ کے ذکر پاک کی محافل کو وقت کا ضیاع سمجھا جائے۔ بشریت کو درسوں کا موضوع بنایا جائے حقوق النبی ﷺ میں کہیں یہ بات شامل نہیں یاد رکھو حضور پر نور ﷺ کی شان کسی کے کم کرنے سے نہ کم ہوتی ہے اور نہ ہی ان کا ذکر مٹانے سے مٹتا ہے بلکہ مٹانے والے خود تو مٹ سکتے ہیں مگر ذکر رسول نہیں مٹ سکتا۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی احمد رضا خان رحمتہ اللہ نے کیا خوب کہا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے۔

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیر یارسول اللہ ﷺ

پھر مٹے بھی کیسے جبکہ خود خدا نے اعلان فرما دیا اور بلکہ آقا کو یہ باور کرا دیا کہ " ورفعنا لك ذكرك " اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لئے بلند کر دیا" اب کوئی ذکر رسول کرے تو یہ اس کے اپنے بھلے کی بات ہے اور جو نہ کرے اس کے نہ کرنے سے مقامِ مصطفیٰ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ مجھے یہاں پر ایک لطیفے کے طور ایک بات یاد آئی جو کہ موقع کی مناسبت سے بیان کر دی جائے تو بے جا نہ ہو گی۔ بات یہ ہے۔ کہ ایک مسجد میں دیوار پر یا اللہ۔ یا رسول اللہ نقش تھا۔ ایک پڑھے لکھے جاہل شخص نے جب یارسول اللہ ﷺ لکھا دیکھا تو وہ گھبرا گیا اور دکان سے چونا لے کر آیا اور لفظ یارسول اللہ پر سفیدی پھیر دی تھوڑی دیر سوکھ جانے کے بعد دیکھا وہ تو پہلے سے بھی زیادہ واضع نظر آنے لگا۔ پھر گیا اور سوچنے لگا۔ آخر سوچ کر ہتھوڑی لے کر آ گیا اور اس لفظ یارسول اللہ کو کھودنے لگ پڑا جب کھود چکا تو دیکھا اب تو اور خوبصورت نظر آنے لگا اب اور پریشان ہو گیا۔ اب

جلدی سے گھر گیا اور سیمنٹ لے آیا پھر اس کو بھرنے لگا۔ جب بھر چکا اب دیکھا کہ وہ تو ساری دیوار میں علیحدہ اور واضع نظر آنے لگ پڑا اب دیکھا اس نے یا رسول اللہ مٹانے کے لئے کیا کچھ نہ کیا لیکن اس نے قرآنی فیصلے اور رحمانی اعلان کو نہ سنا تھا "ورفعنا لک ذکرک" ہاں اتنا کرنے سے اسے تو کچھ نہ ملا مگر ہمارے ہاں اور آقا کی بارگاہ میں بے وفا ہونے کا پتہ چل گیا۔ اور اس وقت بھی ہمارا تو درس اتحاد فقط اسی ایک شرط پر ہے بقول قلندریؒ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہے
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

(۴) ﴿یارسول اللہ ﷺ ندایہ کلمہ ہے﴾

یارسول اللہ ﷺ بلاشبہ ندایہ کلمہ ہے۔ جو غلام اپنے آقا کو پکارنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بدقسمتی سے جو بے وفا امتی اپنے آقا کو پکارنے کے لئے یا رسول اللہ ﷺ کہنا گوارہ بھی نہ کرے اور قیامت کو شفاعت و بخشش کا طلب گار بھی ہو۔ یہ صرف اسکا خیال ہے جو کہ بڑا محال ہے۔ یاد رکھو رب کی بخشش، رب کی رحمت، رب کا فضل اور رب کا کرم یہ سب صدقہ ہے نبی کا۔ اور ان عطاؤں کا اہل بننے کے لئے غلامی رسول کا وسیلہ درکار ہے۔ واستغفر لھم الرسول (النسا ۴:۲۴) درکار ہے۔ لیغفر لك اللّٰه (فتح ۴۷:۲) والی حضور پرنور ﷺ کی سفارش درکار ہے۔

یاد رکھیں پکارنے کے لیے پانچ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ یا، ایھا، ھیھا، اے، ہمزہ مفتوحہ ان کو حروفِ ندایہ کہتے ہیں مگر چونکہ فی الوقت "یا" کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ نزاع بنا ہوا ہے۔ سو اسی کو موضوع بحث بنایا گیا۔ کیا نبی کو پکارنے سے چشم پوشی کی جائے! آقا کو بلانے سے اغماض برتا جائے۔ نہیں نہیں باوفا امتی اپنے نبی کو ہر دم پکارے گا۔ لابدی امر ہے۔ جو بھی

نبی کو پکارے گا۔ راہ ہدایت پوچھنے کے لئے پکارے گا۔توسل کے لئے پکارے گا۔شفاعت کے لئے پکارے گا۔جھولی بھرنے کے لئے پکارے گا۔صراطِ مستقیم کی طلب کرے گا۔استمداد کے لئے سوال کرے گا۔کیونکہ نبی اور امتی کا رشتہ دینے اور لینے کا ہے۔یہ برابری کا رشتہ نہیں ہے۔اور اگر یہ جواز پیش کیا جائے کہ لفظ ''یا'' تو زندہ شخص کو پکارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور حضور پرنور ﷺ تو بقول پڑھے لکھے جاہلوں کے معاذ اللہ استغفر اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی) اور صحابہ تو حضور آقا کو زندہ پا کر یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔اب ہم کیا کریں۔تو اس کے لئے مختصر جواب یہ کہ ہم دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔پانچوں نمازوں کے تشہد میں السلام علیک ایھا النبی تقریبا 24 مرتبہ پڑھتے ہیں اور ''ایھا'' لفظ ''یا'' سے زیادہ قوی ہے اور یہ حکم قیامت تک کے لئے جاری ہے اور اس میں لفظ استعمال ہو السلام علیک اس میں ک بھی عربی قواعد کے مطابق حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے اب بتاؤ یہاں کیا سمجھ کر سلام بھیجو گے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کم از کم جہالت کے پردے ہٹا کر حسد وعناد کے خول سے باہر آ کر کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہی کر کے دیکھ لیں ملاحظہ ہو۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ہاں اگر مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔(تحذیر الناس) رکھا جائے پھر تو آقا ﷺ کو پکارنا جائز نہیں اور اگر یہ معنی کرو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر یا رسول اللہ پکارنا بلا شک جائز ہے۔پھر افسوس آج حضور شافع یوم النشور ﷺ کا امتی ہی دوسرے امتی کو نبی کو بلانے اور پکارنے سے منع کر رہا ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو بلانے کے آداب بھی خود ہی سکھا دیئے ہیں۔ولا تجھر لہ بالقول

کجھر بعضکم لبعض ان تخبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات) اوران کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(۵) ﴿یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کی تعمیل ہے﴾

قرآن شاہد ہے کہ اللہ پاک نے اپنے جس نبی کو بھی بلایا تو اسکا نام لے کر بلایا۔ ملاحظہ ہو۔

یاٰدم اسکن انت وزوجك الجنته (البقرہ ۳۰۳)

اے آدم تو اور تیری بی بی جنت میں رہو۔

یانوح اھبط بسلم منا (ھود ٤٧)

اے نوح کشتی سے اتر تمہیں ہماری طرف سے سلام

یاذکریا انا نبشرك بغلام اسمه یحیی (مریم ٦:)

اے ذکریا ہم تمہیں خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے۔

یا یحیی خذا الکتاب بقوۃ (١٢:١٠)

اے یحییٰ کتاب کو مضبوط تھام۔

یا داؤد اناجعلنك خلیفة فی الارض (ص: ٢٦)

اے داؤد بے شک ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ کیا۔

ونادینه ان یا ابراھیم (الصفت ١٠٥)

اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم۔

یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی (آل عمران: ٥٥)

اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔

اللہ خالق و مالک ہے جسطرح چاہے اپنی مخلوق کو بلائے بلکہ یاد آیا

قرآن کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا جسطرح انبیاء کو ان کے ناموں سے بلایا اسی طرح ان کی قوموں کو بھی نام کے ساتھ پکارا ملاحظہ ہو۔ "یا بنی اسرائیل" "یا اھل الکتاب"، مگر جب آمنہ کے لال عبداللہ کے چاند مکہ کے دُریتیم حبیب ﷺ کی باری آئی تو پورے قرآن میں کسی مقام پر اپنے محبوب کا نام "یا محمد" لے کر نہ پکارا بلکہ جب بھی بلایا تو محبت کے ساتھ کہا "یا ایھا النبی" (احزاب) (یا نبی اللہ، اے نبی) پھر پیار آیا تو کہا "یا ایھا الرسول" "یا رسول اللہ، اے رسول" مائدہ "یا ایھا المزمل" "یا ایھا المدثر" مدثر "یٰسین" یٰسین۔ اور مزے کی بات یہ کہ جس طرح اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو ذاتی نام سے نہیں پکارا اسی طرح قرآن میں امت مصطفیٰ ﷺ کو نام لے کر نہیں پکارا بلکہ ہمارے ساتھ بھی محبت کرتے ہوئے کہا۔

"یاایھا الذین امنو" اے ایمان والو۔ کیونکہ مسلم ہمارا نام اور مومن ہونا ہماری صفت اور مقام ہے۔

اللہ نے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا مدثر کہہ کر اپنی سنت بھی عطا کر دی اور ساتھ ہی بندوں کو اسطرح ادب کے ساتھ بلانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی دے دیا۔

"لا تجعلو دعا الرسول بینکم کدعا بعضکم"

النور ۵۳

رسول ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یعنی براہِ راست یا محمد کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ جب بھی بلاؤ بڑے ادب کے ساتھ بلاؤ اور اسطرح کہو۔ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، یا شفیع المذنبین، یا رحمۃ اللعالمین، یا خاتم النبیین، یا شمس الضحیٰ، یا بدر الدجیٰ، یا سید البشر، بڑے باادب طریقے سے عقیدت و محبت کے ساتھ عشقِ نبی میں ڈوب کر پکارو، ورنہ یہ وعید بھی سنا دی کہ "تمہارے اعمال ختم کر دیے جائیں گے۔ اور تم کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی" سبحان اللہ پھر یہ تعلیم اس وقت بنی کریم نے اپنے صحابہ ؓ

کو سامنے بٹھا کر دی اور اگر نبی کو ''یا'' کے ساتھ ندا کرنا شرک ہوتا تو صحابہ کرامؓ اسی وقت فرماتے آقا پکارنا تو صرف رب کے لیے ہے پھر یا ایھا النبی، یا نبی اللہ، کیوں کہیں۔

معلوم ہوا یارسول اللہ حکم رب کی صرف تعمیل ہے۔

(۶) ﴿یارسول اللہ ﷺ کلمہ مستعان ہے﴾

ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ حقیقی مستعان اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر مجازی مستعان رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یعنی رب تعالیٰ کی عنایات اور رحمتوں کے تقسیم کرنے والے آپ ہیں۔ جسطرح رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس مقام ومرتبہ سے نوازا من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ۔ القرآن۔ جس نے بھی رسول کی اطاعت کر لی پس تحقیق اس نے رب کی اطاعت کر لی یعنی یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت کہہ کر یہ بتا دیا کہ میری اور میرے محبوب کی اطاعت ایک ہے۔ اسی طرح حضور پرنور ﷺ سے مدد مانگنا خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول ذاتیں دو ہیں۔ مگر ان کی مدد ایک ہے قرآن شاہد ہے۔

کلاً نمد ھؤلآءِ وھؤلاءِ من عطا ربك (بنی اسرائیل) ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا ہے۔ اس آیت میں ربھم کی بجائے ربک لگا کر واضح کر دیا کہ دیتا میں ہوں مگر محمد ﷺ کے صدقے۔ خدا اور رسول ﷺ دو ذاتیں ہیں مگر ان کا غنی کرنا ایک ہے فرمایا۔

اغنا ھم اللّٰہ ورسولہ (توبہ ۷۳) اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔ اور جو لوگ مصطفیٰ ؐ کو خدا سے جدا کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں ان کے بارے میں وعید ربانی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ویریدون ان یفرقو بین اللّٰہ ورسلہ اولئك ھم الکفرون

حقاً وہ لوگ جو اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کریں سن لو یہی لوگ پکے کافر ہیں

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

(۷) ﴿یارسول اللہ ﷺ لفظ فاروق ہے﴾

میں نے ایک بات شروع میں اشارۃً کہی تھی دوبارہ ملاحظہ ہو کہ یارسول اللہ اور یا اللہ میں فرق کیا ہے. فرق صرف یہ ہے کہ یا اللہ کہنے سے انسان بندے کا ہو جاتا ہے مگر یارسول اللہ کہنے سے اللہ بندے کا ہو جاتا ہے.

جب مسلمانوں کے مقابلے میں مسیلمہ کذاب کے ۶۰ ہزار سپاہی تھے اور مسلمانوں کی تعداد کم تھی جب مقابلہ شدت پکڑ گیا اور مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے تو فوج کے سپہ سالار خالد بن ولید نے یا محمد کی ندا بلند کی۔ (حافظ ابن کثیر)

کیونکہ نعرہ توحید دونوں طرف تھا نعرہ تکبیر کی آواز دونوں طرف گونجتی تھی لیکن منافقوں اور مومنوں کے درمیان فرق واضع کرنے کیلئے یا محمد ﷺ کی صدا بلند کی گئی ہے۔

اس وقت منافقوں اور مومنوں کے درمیان صحابہ اور مرتدین کے درمیان. اسلام اور کفر کے درمیان صرف یہ نعرہ تھا جو کہ فرق دے رہا تھا۔ "محمد فرق بین الناس" (بخاری شریف) محمد ﷺ مومن اور منافق شخص کے درمیان فرق کرنے والا ہے آج بھی منافق اور مومن کے درمیان یارسول اللہ کی صدا بلند کی جا سکتی ہے تاکہ فرق واضع رہے۔

یارسول اللہ ﷺ سن کر اگر دل میں گھٹن محسوس ہو چہرے شریف پر بل اور طبیعت شریف بلاوجہ مچل جائے اور جسم میں خواہ مخواہ زلزلہ آ جائے تو سمجھ لو کہ یہ مسلیمہ کا حواری ہے ایسے لوگوں کی پہچان خود خدا اپنے قرآن میں بھی کراتا ہے۔

واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول رایت

المنافقین یصدون عنک صدودا (النساء ٦١)

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں

نبی کا جو غلام ہے
ہمارا وہ امام ہے

(۸) ﴿یارسول اللہ ﷺ ایک دعا ہے﴾

یارسول اللہ تجدید تعلق کی دعا ہے۔ مستقبل کی آرزو ہے کہ یارسول اللہ اس سال بھی نعتوں کے گجرے درودوں کے تحفے آپ کی بارگاہ مقدسہ میں بھیجوں یا رسول اللہ اس سال بھی اللہ تعالیٰ میلا دالنبی کا مہینہ میری قسمت میں لکھ دیتے تاکہ اس سال بھی گلی گلی پھر کر آپ کے عشق کی سوغات اور محبت کے پیغام اور زیادہ عام کرسکوں یارسول اللہ اس سال بھی در اقدس کی حاضری نصیب ہو۔

(۹) ﴿یارسول اللہ ﷺ حرفِ طلب ہے﴾

یارسول اللہ تمہید ہے کچھ طلب کرنے کی جس میں مدعا پوشیدہ ہے۔ شاید سائل کو مانگنے کا طریقہ نہیں آرہا۔ اور جب سائل کو مانگنے کا طریقہ وسیلقہ آیا تو نبی کی غلامی مانگی، سائل کہتا ہے۔ اسئلك مرافقتك فی الجنة (مسلم شریف) حضرت ربیعہؓ نے جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت اور غلامی کا سوال کیا پھر آقا نے فرمایا 'اوغیر ذلک' اور بھی کچھ مانگ، اسی مفہوم کو شمس الشعراء جناب صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی نے اپنے انداز میں یوں بیان کیا۔

سلطان مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا ور بھی کچھ مانگ

لہٰذا حضور ﷺ سے مانگتے ہوئے یہ نہ سمجھا جائے کہ فقط رسول سے مانگ رہا ہوں بلکہ یہ سمجھو کہ خدا سے مانگ رہا ہوں۔ محمد کے واسطے کے ساتھ کیونکہ

خدا اور رسول دونوں ذاتیں جدا ہیں مگر دونوں کا عطا کرنا ایک ہے۔ دونوں کا طلب کو پورا کرنا ایک ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ (مائدہ ۵۵) بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اسکا رسول ہے کیونکہ واحد مصطفیٰ کی ذات ہے جس کا تعلق ادھر خدا سے بھی اور اِدھر مخلوق سے بھی۔ معلوم ہوا خدا واسطہ رسالت محمدی کے بغیر اپنے بندوں سے مخاطب نہیں ہوتا اور ادھر مخلوق واسطہ رسالت محمدیؐ کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتی۔ اسی لئے آقا نے ارشاد فرمایا۔ "انما انا قاسم واللہ یعطی" (حدیث) بے شک میں ہی تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عطا کرتا ہے۔ اسی مقام پر صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ گولڑوی پکار اٹھے۔

دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے
یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ

(۱۰) ﴿یارسول اللہ ﷺ میں سلام پنہاں ہے﴾

یہ درود سلام کا مخفف ہے کہ آقا میرا سلام قبول ہو۔ لہذا یارسول اللہ کہنا خدائی حکم
"وسلموتسلیما" کی تعمیل ہے۔ یہ الصلوۃ والسلام کا تکملہ ہے۔ انظر حالنا کا ابتدائیہ ہے اور یہ السلام علیک ایھا النبی کا مترادف ہے۔ اسی لیے تو مولوی رشید احمد گنگوہی کو بھی کہنا پڑا کہ

یارسول اللہ قبر کے دور یا نزدیک سے درود شریف سمجھ کر کہے تو درست ہے۔
(مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ صفحہ 334)

(۱۱) ﴿یارسول اللہ ﷺ کیا ہے﴾

یارسول اللہ ایک سوچ ہے۔ آقا سے اظہار عقیدت کی۔ اک فکر ہے امام الانبیاء کو متوجہ کرنے کی۔ اک تحریک ہے شافع محشر سے عقیدت کی۔ ایک عقیدہ

ہے سردارِ دوجہاں سے اظہارِ غلامی کا۔ ایک پہچان ہے سرورِ کونین سے وفاداری اور بے وفائی کی۔ ایک استعارہ ہے رسول مختارؐ سے استمد کا۔ اک کنائیہ ہے ساقی کوثر سے خیرات طلب کا۔ اک اشارہ ہے ختم الرسل سے انظر حالنا کا۔ اک علامت ہے نسبت رسول کی۔ اک ابتداء ہے وارفتگی شوق کی۔ اک نعرہ ہے ربط رسالت کا۔ اک وسیلہ ہے تعلق باللہ کا۔ اک وظیفہ ہے مریضانِ محبت کا۔ اک طلب ہے نور مجسم سے نگاہ کرم کی۔ اک باوفا امتی کے دل کا درد ہے۔ ایک بنائے اتحاد امت ہے۔ اک سفر ہے عروج کی طرف۔ ایک رِم جھم ہے ابر کرم کی۔ اک علاج ہے لا علاجوں کا۔ اک سکون ہے بے قراروں کا۔ اک بلاوا ہے نظام رحمت کو متوجہ کرنے کا۔

اب ٹھہریں تھوڑی دیر کے لئے یہ سوچنا ہے کہ رسول کی ذات وسیلہ بن سکتی ہے یا نہیں۔ اور اگر بن سکتی ہے اور یقیناً بن سکتی ہے۔ تو وسیلہ بغیر ندا کے نہیں ہوگا۔ جس طرح کسی کام میں بھی شخص کو وسیلہ بنائیں تو اسکو آواز دیں گے یا پکاریں گے۔ بغیر پکارنے اور آواز دینے کے وہ وسیلہ نہیں بنے گا۔ اور بغیر وسیلے سے کام نہیں ہوگا۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں۔

لا سبیل الی السعادۃ والفلاح لافی الدنیا ولافی الاخرۃ علی ابدی الرسل ولا ینال رضاً اللہ الا السبتۃ الا علی ایدیھم۔

(زاد المعاد ص ۲۷)

دنیا و آخرت میں سعادت وفلاح رسولان گرامی کے ہاتھوں سے ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی بدولت میسر آسکتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ قبل از پیدائش وسیلہ

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

لما اقترف آدام الخطیئة قال یا رب اسالك بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا آدم و کیف عرفت محمد ولم اخلقه قال یا رب الما خلقتنی بیدك ونفحت فی من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الاالله محمد رسول الله فعلمت انك لم نضف الی اسمك الا اصب الخلق الیك فقال الله صدقت یاٰدم حب الخق النی ادعنی بحقه غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك هذا حدیث صحیح الاسناد۔

(المستدرک، کتاب التاریخ)

جب آدم سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دعا مانگی اے میرے رب میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا بھی نہیں کیا ۔عرض کیا میرے رب جب تو نے میرا جسم اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے اندر روح پھونکی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول لکھا ہوا پایا۔ میں نے جان لیا کہ نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کا نام لکھا ہوا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے ان کے وسیلے سے دعا مانگو میں نے تمہاری مغفرت فرمادی اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

اگر نامِ محمدؐ رانیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

"عن ابن عباس رضی کانت یهود تقاتل غطفان فلما التقو هزمت یهود خیبر فعافت الیهود لهذا الدعا فقالت الهم انا نسالك بحق محمد ن النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنا فی آخر الزمان الا نصر تنا علیهم"

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتے تھے ایک مقابلے میں یہودی شکست کھا گئے تو انہوں نے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی محمد ﷺ کے طفیل دعا مانگتے ہیں۔ جنہیں تو نے آخری زمانے میں ہمارے پاس بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ تو ہمیں غلطفان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

﴿حیات ظاہری میں رسول اللہ ﷺ سے توسل﴾

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں. کہ حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں.

انما سمعت رسول الله یقول فی متوضئی لیلا لبیك لبیك نصرت نصرت قلت یا سول الله سمعتك تقول فی متوضعك لبیك لبیك نصرت نصرت كانك تكلم انسان فعل كان معك احدا فقال هذا راجز بن كعب یستعرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیهم بنی بكر قالت فاقمنا تم صلی الصبح بالناس فسمعت الراجز نیشله.

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم نے وضو فرماتے ہوئے تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ نصرت فرمایا. میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے تین

مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرماتے ہوئے سنا. جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے ہیں. کیا وضوخانے میں کوئی آدمی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا یہ بنو کعب کا رجز تھا جو مدد کیلئے پکار رہا تھا اور اسکا کہنا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے. تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا۔

(شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی مختصر سیرت الرسول مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۳۳۳)

یہ بھی صحابی ہیں. جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور انکی فریاد سنی گئی. معلوم ہوا صحابہ کرام دور سے بھی اپنے آقا کو مدد کے لئے پکارتے تو آقا نہ صرف آپکی آواز سنتے بلکہ امداد بھی فرماتے. جبکہ آقا سائل کے سامنے موجود نہ ہوتے۔

بعد از وصال رسول اللہ ﷺ سے توسل

☆ امام قسطلانی ابن منیر سے نقل کرتے ہیں. جب حضرت ابوبکر صدیق کو حضور پرنور کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرہ انور سے کپڑا اٹھایا اور یوں عرض کرنے لگے.

ولوان موتك كان اختيار الجد لموتك بالنفوس

ذكرنا يا محمد عند ربك ولنكن من بالك

اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے حضور اپنے رب کے پاس ہمیں بھی یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا.

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں مبارک سن ہو گیا.

فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال

يامحمد فكا نما نشط من عقال

(ابوزکریا یحیی بن اشرف النودی الاذکار ۲۷۱)

ایک شخص نے آپ سے کہا اس شخص کو یاد کرو جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو انہوں نے کہا یا محمد. ان کا پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا.

یہاں تک تو یہ ثابت ہو گیا کہ جہاں حضور پر نور کو جس طرح قبل از پیدائش اور حیات ظاہرہ میں وسیلہ ٹھہرایا گیا. اور جائز بھی ہوا اسی طرح مزکورہ دو جلیل القدر اصحاب کی عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ بعد از وصال بھی حضور علیہ السلام کو وسیلہ ٹھہرانا اور لفظ ندا 'یا' سے پکارنا جائز ہے۔اب جب 13 صدیاں قبل ایک کام جائز تھا اور کوئی فتویٰ لگانے والا نہ تھا تو چودھویں صدی میں آخر پڑھے لکھے جاہل مفتیان نے اس کو کیوں ناجائز قرار دے کر فتووں میں پیسنا شروع کر دیا۔

اب سوچنا یہ ہے کہ کیا یہ حضرات واقعی قرآن وسنت کے مطابق یہ کام کر رہے ہیں۔

یا قرآن وسنت کے خلاف طاغوتی وسامراجی سازش کو کامیاب بنانے کے درپے ہیں ہاں اس بات کی وضاحت کرنا نہ صرف فائدہ مند ہوگا۔ بلکہ ان پڑھے لکھے کم خرد حضرات کی حقیقت بھی واشگاف ہوگی اور ہاں سنیے وہ سازش یہ ہے کہ مسلمان کے سینے سے کسی نہ کسی طریقہ سے محبت رسول کو نکال دیا جائے۔اور یہ ان حضرات کا صرف خیال ہے جو کہ بڑا محال ہے. ورنہ جب غلامان مصطفیٰ ؐ کا قافلہ برسر میدان نکلا تو صرف اور صرف یہ کہتے ہوئے کہ ؎

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے
ان کا قلع قمع کر دیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ کیا قرآن وحدیث سے

وسیلہ پکڑنا ثابت ہے یا نہیں ۔ کیونکہ آج کل تو الا ماشاء اللہ ہر کام قرآن وسنت کے خلاف ہوتا ہوا ہر کسی کو نظر آتا ہے مگر کوئی قرآن وسنت کا نہ ثبوت مانگتا ہے اور نہ ہی اس پر فتویٰ ٹھونستا ہے۔ لیکن جب بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ اور عظمت اولیاء کرام کی بات چلتی ہے تو فوراً قرآن وحدیث سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے اور ناجائز۔ بدعت اور شرک کے فتووں سے نوازا جاتا ہے۔ تو آیئے پڑھیئے ۔ سنئے اور جھوم جھوم اٹھیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وابتغو الیہ الوسیلہ " (مائدہ ۳۵)

اللہ کی طرف جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اس آیت کے معانی ہوئے کہ اللہ کا قرب پانے کیلئے اللہ کی عطا اللہ کی رحمت اللہ کا فضل اور اللہ کی امداد حاصل کرنے کے لئے وسیلہ چاہیے۔ اور وسیلہ بقول شاہ اسماعیل شہید کے کبھی نیک اعمال اور کبھی نیک لوگ مراد لئے گئے۔ (صراط مستقیم) تو اگر نیک اعمال اور نیک لوگ وسیلہ بن سکتے ہیں تو آقا علیہ السلام کی ذات یہ حق بدرجہ اولیٰ رکھتی ہے۔ اب وسیلہ کے لئے پکارنا پڑتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوا کہ جب مصطفیٰ کریم ﷺ کو وسیلہ ٹھہرایا جائے اور آواز دی جائے یا پکارا جائے تو کیسے اور کس طرح پکارا جائے کیونکہ ان کا مقام تو یہ ہے اگر جلیل القدر فرشتہ جبرائیل امین بھی ان کے گھر آجائے تو اسے بھی نام لے کر آواز دینے کی اجازت وجرات نہیں ہے۔ تو رب تعالیٰ نے دیکھا کہ جب میرے بندے اور میرے محبوب ﷺ کے امتی در محبوب ﷺ پر اپنی درخواست پیش کرنے اور میرے حکم کے مطابق یعنی

ولو انھم اذظلمو انفسھم جاؤک " (النساء ۶۴) (الاخر)

اور ادھر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں۔

جب بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوں تو کہیں ان کے نام مبارک کے

ساتھ ان کو فقط اپنے جیسا یا اپنا بڑا بھائی تصور کرتے ہوئے پکار کر یا آواز دے کر بے ادبی نہ کر ڈالیں۔ اس لئے پہلے تو اپنے بندوں کو در محبوب ﷺ پر حاضر ہونے کا سلیقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو تو پہلے صدقہ دو اور پھر جب بارگاہ رسول مقبول ﷺ میں پہنچ جائیں تو پھر یہ قانون اور ضابطہ بنا کر قرآن کی صورت میں پیش کر ڈالا۔

ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض

(الحجرات:۲)

کہ میرے محبوب کو اسطرح آوازیں نہ کسنا جسطرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

اب ذرا عقل وعناد کے پردے اٹھا کر دیکھنا ہے کہ کیا ہم اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کو اے عباس کے بھتیجے' اے عبداللہ کے بیٹے' اے بشر اے بڑے بھائی، اے ہمارے جیسے انسان یا اسطرح کے کسی اور لقب سے پکار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل کر کے بے ادبی کے ساتھ پکارنے کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

☆ بلکہ اسی آیت کی تفسیر میں علامہ امام احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لا تنادوہ باسمۃ فتقولو ایا محمد و بکتیتۃ فتقولو ایا ابا القاسم بل نا دوہ بالتعظیم ہ ولتکریم والتوقیر بان تقولو ایا رسول اللہ ۔ یا نبی اللہ، یا امام المرسلین۔

ترجمہ ! یعنی حضور پرنور ﷺ کا نام کنیت لے کر نہ پکارو بلکہ ان کو تعظیم و تکریم اور توقیر کے ساتھ پکارو یعنی اس طرح پکارو یا رسول اللہ, یا نبی اللہ, یا امام المرسلین۔

☆ تفسیرِ کبیر میں ہے

لا ینادوہ کما ینادی بعضکم بعضاً لا تقولوا یا محمد یا ابا القاسم ولکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو یوں نہ کہو یا محمد ﷺ یا ابا القاسم! بلکہ یوں عرض کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔

☆ ابو محمد مکی فرماتے ہیں ای لا تسابقوہ بالکلام ولا تضفوہ بالخطاب ولا تنادوہ باسمہ ندا بعضکم لبعضکم ولکن عظموہ ووقروہ ونادوہ باشرف ما یحب ان ینادی بہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ

ترجمہ! یعنی کلام میں نبی کریم ﷺ سے سبقت نہ کرو اور آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور نہ ہی آپ کا نام لے کر پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ تعظیم وتوقیر اور اشرف ترین اوصاف سے آپ کو ندا کریں جن سے ندا کرنا آپ نے پسند فرمایا اور یوں کہیں یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ اور جسطرح یہ حکم آقا علیہ السلام کی حیات میں تھا اسی طرح یہ حکم بعد از وصال بھی ہوگا۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پوری تاریخ زندگی کا مطالعہ کرو۔ صحابہ کرامؓ میں رسول مقبول ﷺ کے طرح طرح کے قریبی رشتہ دار بھی موجود تھے۔ حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ چچا تھے۔ حضرت علیؓ چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سسر تھے۔ حضرت عثمانؓ داماد تھے۔ مگر خدا کی قسم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اسکی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کبھی حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ نے رسول کو اے بھتیجے کہ کر پکارا ہو۔ حضرت علیؓ نے اے بھائی کہ کر پکارا ہو یا حضرت ابو بکر اور حضرت فاروق اعظم نے اے

داماد کہ کر پکارا ہو۔ اور نہ ہی ابن عبداللہ کہ کر پکارا۔ اسی طرح کبھی بھی کسی نے بھی نہ یا محمد کہ کر آواز دی اور نہ ہی یا ابالقاسم کہ کر آواز دی۔

آخر معزز قارئین کرام! اتنی رشتہ داریاں ہونے کے باوجود رشتوں کے القابات سے کیوں نہ پکارا گیا۔ صرف ایک ہی وجہ نظر آتی ہے کہ محبت رسول اور عشق رسول میں وہ اتنے مستغرق تھے کہ انہیں بس اتنا یاد تھا کہ ہم امت مصطفیٰ اور غلام مصطفیٰ ہیں۔ اور ہم پلہ اور برابری کا تو وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ یہاں پر مجھے ایک روایت یاد آرہی ہے یہاں اس کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

ایک مرتبہ کسی صحابی نے حضور ﷺ کے پیارے چچا جان حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضرت محمد ﷺ بڑے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ بڑے تو حضور ﷺ ہی ہیں بس فرق یہ ہے کہ پیدا میں پہلے ہوگیا تھا۔

ذرا غور فرمائیں کہ یہاں بات بڑی واضح تھی کہ عمر میں کون بڑا ہے مگر آپ نے اپنی عمر کی بڑھائی کو بھی حضور ﷺ کے عزت ووقار پر قربان کر دیا۔

اس کو مزید آسان بنانے کے لیے ایک مثال کے ساتھ سمجھانا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ

جب وقت نماز امام مصلے امامت پر امامت کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پیچھے مقتدیوں میں کبھی کبھی امام کا باپ. امام کا دادا. امام کا بھائی. امام کا بیٹا بھی ہوتا ہے. تو مسئلہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ نیت کے وقت صرف یہی کہیں گے۔

''بھذا الامام'' پیچھے اس امام کے. اب اگر باپ یہ کہے کہ پیچھے اپنے بیٹے کے یا دادا یہ کہے کہ پیچھے اپنے پوتے کے یا بھائی یوں کہے کہ پیچھے اپنے بھائی کے تو کیا اقتدا کی نیت درست ہوگی ہرگز نہیں اقتدا اسی وقت درست ہو

گی جب یہ سب اپنی رشتہ داریاں پیچھے چھوڑ کر صرف یہ کہیں گے پیچھے اس امام کے کیوں کہ جب امام مصلے امامت پر کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر اس وقت رشتہ داریاں یاد کرنا جائز نہیں۔ بلکہ ہر شخص کیلئے خواہ اس کا کتنا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اسکو امام ہی کہنا پڑے گا۔

حضور پر نور ﷺ کو اللہ تعالی نے سارے عالم کا امام بلکہ امام الاولین والاخرین بنا کر رسالت کے مصلے پر کھڑا کر دیا تو اب سارے عالم کے لئے چاہے وہ رسول کے کتنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اب وہ بیٹا، بھتیجا، پوتا، بھائی، بشر بلکہ آپ کے اسم مبارک اور کنیت کے ساتھ بھی نہیں پکاریں گے بلکہ جب بھی پکاریں گے تو یہی کہیں گے اے اللہ کے رسول جسے عربی میں یوں پڑھا جائے گا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ اے اللہ کے نبی جیسے عربی میں یا نبی اللہ پڑھا جائے گا۔

اس طرح ایک اور مثال یہ ہے۔

کہ ایک شخص ہائی کورٹ کا جج ہے وہ ضرور کسی کا بیٹا کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کا پوتا ہوتا ہے مگر جب وہ کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے تو وہ صرف جج بن کر بیٹھتا ہے۔ تو اب ہر شخص چاہے اسکا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو از روئے قانون جج صاحب ہی کہہ کر پکارنا پڑے گا۔ اور اگر عدالت کے اندر باپ نے بیٹا' دادا نے پوتا، بھائی نے بھائی کہہ کر پکارا تو ان پر نہ صرف توہین عدالت کا مقدمہ چلے گا بلکہ سزا بھی ہوگی۔

بلا شبہ و مثال ہمارے آقا ﷺ کو رب اللعالمین نے رسالت کے عظیم عہدہ سے سرفراز فرما کرسی رسالت پر اور کرسی شفاعت پر بٹھا دیا تو اب کوئی رشتہ دار ہو غیر رشتہ دار ہر ایک کو یارسول اللہ ﷺ یعنی اے اللہ کے رسول کہنا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے ان کو بھائی، بھتیجا، بشر یا اپنے جیسا کہا تو نہ صرف گستاخی

رسول ﷺ کا مقدمہ چلے گا بلکہ رب کی طرف سے سزا سنائی جائے گی جو کہ قرآن کے اندر مقرر کردی گئی ہے.

ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

کہ پھر تمہارے اعمال ضبط کر لئے جائیں گے. اور تمھیں کانوں کان خبر نہ ہوگی۔

برادرانِ ملت ذرا غور سے سوچیئے کہ اب ان علماء و مصنفین حضرات کا کیا حال ہوگا جنہوں نے اپنی کتابوں کے اندر صراحتا لکھا ہے. کہ کسی نبی اور ولی کو دور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ ہماری آواز سن لیتے ہیں. یہ شرک ہے اور کہنے والا مشرک ہے. مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مسلمان کو مشرک کرنے کے کیوں درپے ہے۔ حالانکہ کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حدیث پڑھ کر ذہن روشن ہو جاتا ہے۔

کہ "واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا وکماقال علیہ السلام"

کہ مجھے اللہ کی قسم یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعدتم مشرک ہو جاؤ گے۔

مجھے ان لوگوں کی کم عقلی پر غصہ بھی آتا ہے اور پھر ایسے لکھے پڑھے جاہلوں کی جہالت پر ہنسی بھی آتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی آواز کو دور سے سننا یہ صرف رب کی صفت ہے۔ اب جو رب کی صفت میں کسی کو شریک کریگا وہ مشرک ہوگا۔ میرے خیال میں اگر یہ حضرات قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرتے تو اپنے اس وہم وکم علمی کا ازالہ کر سکتے تھے چلیں انکی اس تشنگی کو بغیر طول دیئے قرآن وسنت کی ایک دو روایات سے دور کیے دیتا ہوں سورۃ نمل میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور ان کا لشکر وادی نمل کے قریب پہنچا تو چیونٹیوں کی سردار منذرہ نے باقی چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہ

حضرت سلیمانؑ کے لشکر کے قدموں کے نیچے روندی نہ جاؤ جب اس نے یہ بات کہی تو حضرت سلیمانؑ اس وقت تین میل کے فاصلہ پر تھے قرآن پاک میں ہے "فتبسم ضاحکاً من قولها"

(نمل پ19)

ترجمہ۔آپ نے تبسم فرمایا اسکی اس بات پر۔"من قولها" اس بات کی وضاحت کررہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے 3 میل کے فاصلہ پر اسکی آواز سنی پھر مسکرائے معلوم ہوا کسی کا دور سے سننا صرف رب تعالیٰ ہی کی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو بھی یہ طاقت وصفت عطا فرمائی ہے۔ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں جسکو مسلم شریف نے نقل کیا ہے۔" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت تھے۔

اچانک آپ نے ایک آہٹ سن کر ہم سے پوچھا۔

" اتدرون ما هذا قال قلنا الله ورسوله اعلم "

اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی تھی صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

فقال هذا حجر رمی بة فی النار منذ سبعين خريفا فهو يهوی فی النار الان حتی انتهیٰ الی قعرها (مسلم شریف)

ترجمہ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس آواز پتھر کی ہے جو کہ آج سے ستر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ جہنم کے نیچے پہنچا ہے" خود اندازہ لگائیں رب تعالیٰ نے کتنی طاقت سے اس پتھر کو پھینکا تھا ستر سال لگے اسے یہ مسافت طے کرنے میں اتنے دور کی آواز کو ہمارے آقاﷺ نے سماعت فرمایا۔

یہ روایات نصیہ وصیحہ بتاتی ہیں کہ کسی کا دور سے سننے سے شرک لازم

نہیں آتا اور نہ ہی یہ صرف رب تعالیٰ کی صفت ہے بلکہ رب تعالیٰ نے اپنے خاص و مقرب بندوں کو بھی اس صفت سے نواز ہے۔

حالانکہ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ ثابت کردیں کہ رب تعالیٰ نے خود کہا ہو کہ میں بندے سے بہت دور ہوں اگر یہ لکھا کہیں سے مل جاتا پھر تو مانتے کہ دور سے آواز سننا صرف رب کی صفت ہے۔ قرآن کا مطالعہ کیا تو ہمیں تو صرف یہ لکھا ہوا ملا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" (پ 17 الانبیاء)

یعنی ہم تو بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ پھر فرمایا (واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب) (پ۲ البقرہ)

یعنی اے محبوب ﷺ جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں آپ سے تو آپ ان سے فرمادیں کہ میں قریب ہوں۔

سوچنا یہ ہے کہ جب رب ہر کسی کے قریب ہے تو پھر کسی شخص کی دور سے آواز سننا چہ معنی کرد؟ ہاں ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ابھی ہم اس سے بہت دور ہیں۔ بلکہ در ہو چکے ہیں اور اتنے دور ہو گئے ہیں کہ اب ہمیں رب دور نظر آنے لگا ہے۔ حالانکہ وہ تو ہمارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے. اگر ان آیات پر غور کیا جائے تو پھر تو قریب سے سننا رب کی صفت ہوئی اب چاہیے تو یہ قریب سے سننے والوں کو بھی نہ پکارو ورنہ شرک لازم آئے گا۔ تو پھر تو نہ کسی قریب والے کو پکارو اور نہ کسی دور والے کو پکارو اور ساری مخلوق کو بہرا تصور کر کے خود گونگے بن کر بیٹھ جاؤ۔

مسلمانو! سوچنے کا مقام ہے خوب سوچیئے بلکہ سب مل کر سوچئے کہ ہم ہزاروں میل دور بیٹھنے والے شخص سے یہ سمجھ کو کہ وہ سن رہا ہے۔ ٹیلی فون پر گفتگو

کرتے ہیں ۔اور اسکو آواز دیتے ہیں پکارتے ہیں تو کیا ایسا کرنے سے یا یہ سوچنے سے کہ وہ ہماری آواز سن رہا ہے ہم مشرک ہو جائیں گے ۔ یقیناً ہرگز نہیں۔

تو اگر بجلی کی طاقت سے ہزاروں میل دور بیٹھنے والا ہمارے عقل کی پیداوار ٹیلی فون کے ذریعے ہماری پکار سن سکتا ہے۔تو کیا نبی اپنی نبوت کی طاقت اور ولی اپنی ولایت کی خداداد طاقت سے دور کی آواز نہیں سن سکتا۔کیا معاذاللہ بجلی اور ٹیلی فون کی طاقت نبی اور ولی کی طاقت سے بڑھ کر ہے۔

یہاں ایک بات طبعاً کہے دیتا ہوں کڑوی ضرور ہو گی۔مگر سچی بات ہے کہ سچ کہنے سے کبھی گریز نہیں کرتا۔بات یہ ہے کہ اگر پاکستان میں بیٹھ کر اپنے مدرسے کے چندہ کے لیے کسی دوسرے ملک میں کسی کو ٹیلی فون پر امداد کیلئے پکاریں ،مدد چاہیں، اور تمہاری پکار سن کر تمہاری مدد بھی کر دے تو کوئی شرک لازم نہیں آتا تو میں بڑے یقین سے کہتا ہوں کہ غلامِ مصطفیٰ ﷺ دنیا کے کسی کونے میں بیٹھ کر محبت کے ساتھ عشق کی زبان سے وجدان کی کیفیت میں سوز مستی کی آواز کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اگر اپنے آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کو پکارے تو آقا اسکی آواز سن بھی لیتے ہیں اور مدد بھی فرماتے ہیں۔مگر ہاں یاد رکھیئے صرف پکارنے میں ادب ملحوظ خاطر ہو اور نہایت کیف و مستی کے عالم میں ڈوب کر بس صرف پیار سے یہ کہہ دے ۔

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننا فی بحر غم مغرق
خذ یدی سہلنا اشقالنا

ان اشعار کو بھی قرآن سے اخذ کیا گیا ہے دیکھیں جب حضور ﷺ

صحابہ اکرام ؓ کو تعلیم دیتے انہیں جو بات سمجھ نہ آتی فرماتے ,,راعنا یارسول اللہ اس کا مطلب تھا یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام کو ذرا دوبارہ دوہرادیں لیکن یہودیوں نے اس کو غلط رنگ دیا ان کی اس سازش کو حضرت سعد بن معاذؓ نے بھانپ لیا تھا اور رنجیدہ ہو کر جب بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہی ہوئے تھے کہ رب تعالیٰ نے (راعنا) کہنے کی ممانعت فرمادی اور یہ آرڈر جاری کردیا۔

"یا ایھا الذین امنو لا تقولو راعنا وقولو النظرنا واسمعوا "(پ ا۔ البقرہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ﷺ ہم پر نظر رکھیں اور سنو شاعر نے غالباً اسی "انظرنا" کو سامنے رکھتے ہوئے پوری رباعی لکھ ڈالی ۔

فریاد امتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اگر بے ادبی کے ساتھ پکارا تو پھر رب تعالیٰ کے اس اعلان کی طرف توجہ دو جو فرمایا۔

"ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون
(الحجرات ۲۰)

اس لئے میں کہتا ہوں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہاں برسبیل تذکرہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس نے فقط آدمؑ کی بے ادبی کی وہ تو جنتی ہو کر بھی جہنم میں چلا گیا اور قیامت تک شیطان بنا کر

روند دیا گیا۔ اور جو خاتم الانبیاء جناب حضرت محمد ﷺ کی بے ادبی یا گستاخی کرے اور بغیر دیکھے جنت میں جانے کا دعویٰ کرے یہ محض اسکا خیال ہے۔

معزز قارئین کرام بات کافی طول پکڑ گئی ہے لہٰذا اب جس مقصد کے لئے اتنی طویل بحث کو چھیڑا یعنی اپنے محبوب و مکرم آقا ﷺ کو لفظ ''یا'' کے ساتھ ندا کر سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ چند دلائل قرآن و حدیث اقوال صحابہ و محدثین وعلما کرام پیش خدمت ہیں ملاحظہ ہوں۔

﴿نبی پاک ﷺ کو ندا کرنا سنت الٰہیہ ہے﴾

(دلیل نمبر۱)

یا ایھا النبی انق اللہ ولا یطیع الکفرین اولمنفقین۔ (پ۲۱ سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: یا نبی اللہ! اللہ کا یونہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا۔

(دلیل نمبر۲)

یا ایھا الرسول (المائدہ) یعنی یارسول اللہ

یہاں پر یہ بات درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص سوال کر ڈالے کہ قرآن کے ان دو الفاظ (یا ایھا النبی اور یا ایھا الرسول) کے معنی تو صرف یا نبی اور یا رسول کے بنتے ہیں۔ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کیسے ہو گیا۔ تو عرض یہ ہے کہ چونکہ رب تعالیٰ خود اپنے محبوب کریم ﷺ سے مخاطب ہے لہٰذا رب نے بڑے ادب کے ساتھ کہا (یا رسول، یا نبی) لیکن جب امتی اپنے نبی کو پکارے گا تو اسی طرح کہے گا یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسول) یا نبی اللہ (اے اللہ کے نبی)۔

(دلیل نمبر۳)

یا ایھا المدثر اے بالاپوش اوڑھنے والے

(دلیل نمبر۴)

یا ایھاالمزمل اے جھرمٹ مارنے والے

(دلیل نمبر۵)

ترمذی شریف میں ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تو کملی والے آقا نے اپنے پروردگار کو بہترین حالت میں دیکھا خدا تعالیٰ نے نبی ﷺ سے پوچھا

"یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملائالا علی قلت نعم فی الکفارات (الاخر)

"یا محمد کیا تو جانتا ہے فرشتے کس چیز پر بحث کررہے تھے تو آپ ﷺ نے عرض کیا کہ ہاں مولا میں جانتا ہوں وہ گناہوں کے کفاروں پر گفتگو کررہے تھے۔

(دلیل نمبر۶)

اسی واقعہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوت میں اور مولانا اشرف علی تھانوی نے نشرالطیب میں بھی نقل کیا

(دلیل نمبر۷)

لا تجعلو دعا الرسول (پارہ ۱۸) کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیرؓ اور مجاہدؒ نے کہا۔

قولو یارسول اللہ فی دفق ولین ولا تقولو یا محمد بتجھم' (تفسیر قرطبی ۳۳۳ ج ۱۲)

یعنی حضور پرنور ﷺ کو بڑے ادب کے ساتھ یارسول اللہ کہو اور گرج دار آواز میں نہ پکارو۔

(دلیل نمبر۸)

بخاری شریف میں ہے قیامت کے دن حضور پرنو ﷺ سجدے

میں ہونگے تو اللہ تعالیٰ کہے گا۔

"ارفع راسك يا محمد"

(تطہیر الفواد من دنس الاعتقاد چھاپہ ترکی ۱۸۸)

(دلیل نمبر ۹)

حضرت جبرائیل امین نے بارگاہ نبوی ﷺ میں آکر عرض کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"يا محمد اخبرنى عن الاسلام"

(مشکوۃ شریف کتاب الایمان)

(دلیل نمبر ۱۰)

وفات نبوی ﷺ کے وقت حضرت جبرائیل کے ساتھ فرشتے حضرت اسمعیل نے عرض کی۔

"يا محمد ان الله ارسلنى اليك"

(مشکوۃ شریف باب وفات النبی)

(دلیل نمبر ۱۱)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک فرشتے کو اللہ نے ساری مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے وہ قیامت تک درود شریف سن کر عرض کرتا رہے گا۔

"يا محمد صلى عليك فلان ابن فلان"

(شفا السقام ۴۶ القول البدیع ۱۳)

(دلیل نمبر ۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب پیدا ہوئے تو رضوان جنت نے آپ کے کان مبارک میں یوں عرض کی،

"البشر یا محمد فما لقبی لنبی علم رقد اعطیۃ فانت اکثر هم واشجعهم قلباً"

ترجمہ: یعنی یا محمد ﷺ خوشخبری ہو آپ کو کہ میں نے ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا ہے پس آپ کا علم تمام نبیوں سے زیادہ ہے اور آپ تمام سے زیادہ دلیر اور شجاع ہیں۔ (انوار محمدیہ)

(دلیل نمبر ۱۳)

حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک جبرائیل نہ آئیں گے خاموش رہوں گا۔ چنانچہ جبرائیل تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اس سے یہ سوال کیا جبرائیل نے کہا اس معاملہ میں آپ سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اپنے رب سے دریافت کروں گا اس کے بعد جبرائیل نے کہا۔

یامحمد انی دنوت من اللہ دنوا ما دنوت منہ قط"

(الاخر)

ترجمہ۔ یا محمد ﷺ میں آج خدا کی بارگاہ میں اتنا قریب پہنچ گیا کہ اس سے پہلے اتنا قرب کبھی حاصل نہ ہوا حضور پر نور ﷺ نے فرمایا جبرائیل کس طرح اور کس قدر جبرائیل نے عرض کی اس قدر قریب ہوا کہ میرے اور خدا کے درمیان صرف ستر ہزار پردے نور کے باقی رہ گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بدترین جگہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں اور بہترین جگہ مسجد ہے۔

یہاں تک درج بالا عبارات سے پتہ چلا کہ لفظ ندا (یا) کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کو پکارنا سنت ملائکہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا حکم

(دلیل نمبر ۱۴)

رسول اکرم ﷺ نے ہر زمانے کے ہر نمازی کو نماز میں اس طرح سلام عرض کرنے کا حکم دیا۔

اسلام علیك ایها النبی (مشکوۃ شریف ۸۵)

یارسول اللہ کہنا سنت صحابہ اکرام ہے

ویسے تو صحاح ستہ کی سب کتب میں کثیر احادیث ایسی ہیں جن میں صحابہ اکرام کا یارسول اللہ کہہ کر اپنے آقا کو پکارنا ثابت ہے۔طوالت سے بچنے کے لیے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(دلیل نمبر ۱۵)

جب حضور پرنور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول الله ـیا محمد یا رسول الله

(مسلم شریف ج ۲ باب الہجرت)

ترجمہ: پس عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے اور نعرے لگا رہے تھے۔اور یوں پکار رہے تھے یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ

(دلیل نمبر ۱۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفاظ میں سلام عرض کرتے تھے

السلام علیك یا رسول الله (انوار المحمدیہ ۶۰۰)

(دلیل نمبر ۱۷)

سیدنا حضرت حمزہ و حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے کہا لا الہ الا اللہ کے بعد سب سے افضل وظیفہ یہ ہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

(افضل الصلوٰت از نبہانی ۱۱۰)

(دلیل نمبر ۱۸)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر لگا کر یہ کلمات کہے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ

(تفسیر روح البیان ج ۲۲۹/۷ تفسیر جلالین ۳۵۷ فتاویٰ شامی ج ۱)

(دلیل نمبر ۱۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک سن ہو گیا کسی نے کہا اس کو یاد کرو جو تمہیں کائنات میں سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے بلند آواز میں کہا۔

فصاح یا محمد اہ" آپ کا پاؤں مبارک ٹھیک ہو گیا۔

(شفاء شریف ج ۱۸/۲)

(دلیل نمبر ۲۰)

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں کہتا ہوں۔

السلام علیک ایھا النبی (نعرہ رسالت پر اجماع امت ص ۱۱)

(دلیل نمبر ۲۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفاظ میں درود شریف پڑھتے

تھے۔

یا محمد صلی اللہ علیک وسلم

(القول البدیع ص ۲۲۵)

(دلیل نمبر ۲۲)

حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یوں سلام عرض کرتے

السلام علیک یا رسول اللہ (القول البدیع ص ۱۸۵)

(دلیل نمبر ۲۳)

ایک اعرابی نے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ما قلت سمعنا ''

یعنی یا رسول اللہ آپ نے جو فرمایا ہم نے سنا اس وقت آپ سے بخشش کا سوال ہے۔

فنودی من قبرہ قد غفر لک تو قبر سے آواز آئی تیری بخشش ہو گئی۔ (مدارک ج ۱)

اس روایت سے حضور اکرم ﷺ کو یا رسول اللہ کہنا بعد از وصال بھی کہنا ثابت ہو گیا۔

(دلیل نمبر ۲۴)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ملک شام کے لئے برکت کی دعا فرمائی

قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲)

ہم نے کہا یا رسول اللہ اور نجد میں بھی

(دلیل نمبر ۲۵)

حضرت ابوھریرہؓ جب اپنی والدہ کے لئے دعا کرانے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری دی تو یوں کہا

یا رسول الله ادع الله ان یهدی ام ابی هریره

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵)

(دلیل نمبر ۲۶)

ایک دفعہ عہد فاروقی میں قحط پڑ گیا تو ایک شخص نے روضہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی

استسق لامتك یا رسول الله۔

یا رسول اللہ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا کریں آپ نے خواب میں بارش کی بشارت دی۔ (حجتہ اللہ صفحہ ۴۳۰ ج ۲)

(دلیل نمبر ۲۷)

حضور پرنور ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ نے آپ کے وصال شریف کے بعد کہا.

الا یا رسول الله کنت رجانا. وکنت بنا برا ولم تك جافیا

(حجتہ اللہ ۲/۳۲۹)

(دلیل نمبر ۲۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت کے مطابق جب جنازہ روضہ اطہر کے سامنے رکھا گیا تو پھر بایں الفاظ سلام عرض کیا گیا.

السلام علیک یا رسول الله. پھر عرض کی گئی کہ آپ کا غلام ابوبکر صدیق حاضر ہے. آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے تو

آواز آئی۔

دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو. (تفسیر کبیر جلد ۵)

(دلیل نمبر ۲۹)

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ صحابی نے اظہار مدعیٰ کے بغیر بار بار صرف ؛یارسول اللہ؛ کہا اور اپنی حاجتیں پوری کروائیں. (بخاری شریف ۳۲۲ ج ۱)

(دلیل نمبر ۳۰)

یوں ہی ایک دفعہ دو صحابی جو کہ انصاری تھے انہوں نے صرف؛ یارسول اللہ؛ کہا اور مدعیٰ کا اظہار نہ کیا (بخاری شریف ۳۷۲.۳۷۲ ۴ ج ۱)

(دلیل نمبر ۳۱)

صحابہ کرام جب نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو یوں سلام عرض کرتے تھے الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ او یا نبی اللہ.

(نسیم الریاض شرح شفا ۴۵۴)

(دلیل نمبر ۳۲)

حضرت سہیل بن حنیف ؓ کا حضور اقدس ﷺ کو یا سیدی کے ساتھ خطاب کرنا وارد ہے (برکات درود شریف از مولانا ظفر احمد قادری)

(دلیل نمبر ۳۳)

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد صحابہ اکرام ؓ نے حاضر بارگاہ ہو کر عرض کیا

السلام علیك یا رسول اللہ (تنویر الحوالک ۲۳۰ ج ۱)

(دلیل نمبر ۳۴)

حضرت کعب بن حمزہ عین لڑائی کے وقت پکار رہے تھے یا محمد ﷺ۔

(فتوح الشام ۱۷۲ مطبوعہ مصر)

(دلیل نمبر ۳۵)

حضرت ابن عمر جب بھی سفر سے واپس آتے تو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتے۔

السلام علیك یا رسول الله (مسند امام اعظم ۱۲۶)

(دلیل نمبر ۳۶)

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد مستورات کی محفل میں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ ؓ نے درود بصیغہ بایں الفاظ پڑھا.

یا خاتم الرسل المبارك ضوئه . صلی علیك منز القرآن (سیرت ابن ہشام ۳۸ ج ۳)

(دلیل نمبر ۳۷)

حضور پرنور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ ؓ نے آپ کے وصال کے بعد کہا

الا یا رسول الله کنت رجانا . وکنت بنا بر اولم تك جا فیا"

(مولوی اشرف علی تھانوی نشر الطیب ۲۳۷)

(دلیل نمبر ۳۸)

حضرت عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ایک ضعیف البصر شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو عافیت فرمائے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں گا اور اگر تو صبر اور خدا کی رضا کا خواستگار ہے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کی کہ دعا فرما دیجئے آپ نے اسکو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے ان کلمات کے ساتھ

دعا کر۔

اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی کما جئتی لتقضی لی اللھم فتفعہ فی

(ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجت ۵۹)

(دلیل نمبر ۳۹)

اسی حدیث مبارکہ کو اہلحدیثوں کے یعنی غیر مقلدوں کے مایہ ناز عالم مولانا نواب وحید الزمان نے بھی ہدیۃ المھدی میں نقل کیا (ہدیۃ المھدی)

(دلیل نمبر ۴۰)

اسی حدیث مذکورہ کو دیو بندیوں کے پیرو مرشد حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب میں ذکر کیا (نشر الطیب)

(دلیل نمبر ۴۱)

اسی حدیث کو تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے بھی فضائل حج میں اور ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے پیش کیا ہے۔

(دلیل نمبر ۴۲)

اس حدیث کو امام یوسف بن اسماعیل نبھانی نے جواہر البحار میں بھی نقل کیا ہے۔

(دلیل نمبر ۴۳)

اس حدیث کو حضرت مولانا حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایتہ والنہایتہ میں ص ۳۲۴ میں نقل کیا۔ یہاں تک تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو صحابہ کرامؓ نے بعد از وصال بھی حاجت روائی کیلئے پکارا۔

(آقا علیہ السلام کو لفظ ''یا'' سے پکارنا سنت انبیاء کرامؑ ہے)

(دلیل نمبر۴۴)

بروز محشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے یا احمد یا احمد ھذا رجل منطلق به الی النار.

اے احمد اے احمد اس آدمی کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے اسے چھڑاؤ (القول البدیع ۱۲۳۱)

(دلیل نمبر۴۵)

جب آپ ﷺ معراج شریف کی رات حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور پر پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے نماز ہی میں کہا اشھد انک یا رسول اللہ.. یارسول اللہ میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ۳۳۴)

(دلیل نمبر۴۶)

حضرت سیدنا ابراہیمؑ اور حضرت سیدنا موسیٰؑ نے آواز دے کر بدین الفاظ سلام کہا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر (انوار المحمدیہ ۳۳۴)

﴿بروز محشر کعبۃ اللہ کی پکار﴾

(دلیل نمبر۴۷)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کعبہ معظمہ بروز محشر میرے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر یہ کہے گا "السلام علیک یا محمد ﷺ" اور میں جواب دوں گا وعلیکم السلام یا بیت اللہ (تفسیر عزیزی فارسی سورۃ بقرہ ص ۴۶۳)

﴿جانور کی پکار﴾

(دلیل نمبر۴۸)

گرفتار شدہ ہرنی نے کہا تھا۔ یعنی فریاد کی۔

یارسول اللہ ان لی اولاد جیاع (القول البدیع ۱۴۸/۰)

﴿شجر و حجر کی پکار﴾

(دلیل نمبر ۴۹)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ مکہ سے باہر کسی مقام پر گیا۔ ''فما استقبله جبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲) یعنی میں نے دیکھا ہر درخت ہر ڈھیلا ہر پہاڑ جو بھی راستے میں آیا حضور ﷺ سے سلام عرض کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا اسلام علیک یارسول اللہ۔

(دلیل نمبر ۵۰)

حضور اقدس ﷺ جب کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا'' الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

(سیرت حلبیہ ص ۲۱۴ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۰)

(دلیل نمبر ۵۱)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک اور اعرابی نے حضور اقدس ﷺ سے آکر رسالت کی نشانی طلب کی تو آپ نے فرمایا جاؤ اس درخت سے کہو کہ تمہیں اللہ کا رسول بلاتا ہے اس نے درخت سے جا کر کہہ دیا۔ درخت ادھر ادھر جھوما اور اپنی جڑیں اکھیڑ کر اپنی شاخوں سمیت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔

السلام عليك يا رسول الله (مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۱)

نوٹ یہاں پر ایک نقطہ سمجھانا بے جا نہیں سمجھتا کہ جب میں نے ان مذکورہ عبارات کا بغور مطالعہ کیا تو سوچا کہ پتھروں اور درختوں کو یہ سلام کس نے سکھایا ان کا بھی کوئی استاد ہے۔ تو مجھے تو بس ایک ہی بات سمجھ آئی کہ دنیا کی

کوئی طاقت بھی ان بے جان و بے زبان چیزوں سے بلوانہیں سکتا۔ہاں ایک ہی ذات ہے تو وہ صرف رب تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے۔تو لازماً یہ وظیفہ اور یہ ورد بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو سکھایا ہوگا۔اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ نغمات سکھائے ہیں تو بلاشک وشبہ خود خدا بھی یہی کہتا ہوگا السلام علیک یارسول اللہ۔

السلام علیک یا نبی اللہ۔جسکا واضح ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ یاایھا النبی یاایھا الرسول وغیرہ۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
حکم ربی کی طرح یہ بھی آقا کو دوہائی دیتے

اقوال محدثین ومفسرین کرام

(دلیل نمبر۵۳)

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے منقول ہے کہ شیخ بہاؤ الدین شطاریؒ نے اپنے رسالہ شطاریہ میں کیفیت سلوک تحریر کرنے کے بعد لکھا کہ کشف ارواح کے ذکر یا احمد اور یا محمد کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ یا احمد کو داہنی طرف اور یا محمد کو بائیں طرف پڑھتے ہوئے قلب میں یا مصطفیٰ کا خیال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ کہ یا احمد، یا محمد، یا علی، یا فاطمہ، یا حسن یا حسین کا ذکر کرے تو تمام ارواح کا کشف ہوجاتا ہے۔(اخبار الاخیار فارسی ۱۹۹)

(دلیل نمبر۵۴)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب زائر روضہ اطہر پر حاضر ہوتو یوں سلام کہے" السلام علیك ایھا النبی " (انوار المحمدیہ ۴۰۰)

(دلیل نمبر ۵۵)

حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تقبیل البہامین فرمایا کرتے اور قرۃ عینی بك یا رسول اللہ پڑھا کرتے تھے۔ (جواہر مجددیہ ۵۴)

(دلیل نمبر ۵۶)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے عرض کی۔ شعر

یا سید السادات جئتك قاصداً

ارجو رضاك واحتمی بحماك

(قصیدہ نعمانیہ)

(دلیل نمبر ۵۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ شعر

صلی علیك اللہ یا خیر خلقه

ویا خیر مامول و یا خیر واهب

(اطیب النغم)

(دلیل نمبر ۵۸)

شہید تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ رحمۃ نے جزیرہ انڈیمان میں عرض کی۔ شعر

یا رحمت اللعالمین ارحم علی

من لا الہ فی العالمین رثاء

(الثورۃ الہندیہ ۳۱۳)

(دلیل نمبر ۵۹)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر

من وجھك المنیر لقد نور القمر

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔اردو ۳۷)

(دلیل نمبر ۶۰)

قصیدہ بردہ شریف میں امام شرف الدین بوصیریؒ فرماتے ہیں

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواك عندا حلول الحادث العمیم

(قصیدہ بردہ ۲۱۸)

(دلیل نمبر ۶۱)

امام ابن حجر مکی شافعیؒ نے یوں عرض کی۔

یارسول اللہ یا جد الحسین

کن شفیعی یا امام الحرمین

(النعمۃ الکبریٰ ۳۶)

(دلیل نمبر ۶۲)

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

چہ وصفت کند سعدی ناتمام

علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(دلیل نمبر ۶۳)

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

یانبی اللہ السلام علیک

انما الفوذو الفلاح لدیك

(روح البیان ۱،۱۵۲)

(دلیل نمبر ۶۴)

شیخ المحدثین مولانا الشاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے یوں عرض کی۔

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نما حمے بجاں زار شیدا کن
بحر صورت کہ باشند یارسول اللہ کرم وفا
بلطف خود سر و سامان جمع بے سروپا کن

(اخبار الاخیار ۳۳۳)

(دلیل نمبر ۶۵)

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ نے بھی عرض کی

دلشن نالد چرانالد نداند
نگاہے یارسول اللہ نگاہے

(ارمغانِ حجاز ۳۸)

﴿مخالفین کے اکابر علماء کرام حضرات سے ندائے یارسول اللہ کا ثبوت﴾

(دلیل نمبر ۶۶)

کلیات امدادیہ ۴۵ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی آقاؒ کے روح انوار کے کشف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ تصور آنحضرت ﷺ کر کے درود شریف پڑھیں اور داہنی طرف یا احمدؐ اور بائیں طرف یا محمدؐ اور دل میں یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھیں۔ انشاء اللہ حالت بیداری میں یا خواب میں زیارت نصیب ہوگی" (ضیاء القلوب ۳۶)

(دلیل نمبر ۶۷)

تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا ذکریا سہارنپوری نے فضائل حج میں نقل کیا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہوکر یہ آیت

پڑھے، ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ﷺ اس کے بعد ستر مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس شخص کی ہر حاجت پوری کردی جاتی ہے۔

(دلیل نمبر ۶۸)

قصائد قاسمی میں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند حضور ﷺ کی شان میں نعت کہتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی درکار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے گا تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(دلیل نمبر ۶۹)

دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے حضور ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کر کے "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ دائیں طرف اور الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ بائیں طرف اور الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائیں۔ (ضیاء القلوب ۵۱۔۵۲)

(دلیل نمبر ۷۰)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ۷)

(دلیل نمبر ۷۱)

مولوی ذکریا سہانپوری نے لکھا ہے کہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہیے اور یوں کہے۔

یارسول اللّٰہ اسئلك اشفاعة واتوسل بك الی الله فی ان اموت مسلما علی ملتك وسنتك. (فضائل حج)

ترجمہ۔ یارسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔

(دلیل نمبر ۷۲)

مولوی نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے کہ عام لوگ جو یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث کا نعرہ لگاتے ہیں تو صرف اس کہنے کی وجہ سے ہم ان کو مشرک نہیں کہہ سکتے اور کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ خود رسول اللہ نے مقتولان بدر کو ''یا فلاں بن فلاں'' کہہ کر پکارا ہے۔ (ہدیۃ الھدی)

(دلیل نمبر ۷۳)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی

انت فی الاضطرار معتمدی

ترجمہ: اے بندوں کے شفیع میری دستگیری کیجیے کشمکش میں تم ہی میرے بھروسے والے یارسول اللہ بابك لی من غمام الغموم ملتحدی

ترجمہ: اے اللہ کے رسول تیرا در میرے لیے کافی ہے ابرِ غم مجھ کو کبھی نہ گھیرے گا۔ (فیوض قاسمیہ ۴۸ نشر الطیب)

(دلیل نمبر ۷۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے کہ الخلق والامر امر مقید بجہت وطرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے (امداد المشتاق ۵۹)

(دلیل نمبر ۷۶)

موصوف نے مرید کو تعلیم دی کہ استغفر اللہ اکیس بار پڑھ کر درود الصلوٰۃ السلام علیک یارسول اللہ تین بار پڑھے۔

(دلیل نمبر ۷۷)

حضرت مولانا ابو زاہد سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی تحریر فرماتے ہیں ہم اور ہمارے اکابر علیہ الرحمتہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ فی الجملہ مختصر طریقہ سے درود شریف ہی ہے۔ (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ۷۵)

(دلیل نمبر ۷۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ یارسول اللہ قبر کے دور سے یا نزدیک سے درود شریف کے ضمن میں کہے تو درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ۳۳۴)

(دلیل نمبر ۷۹)

مولوی ابومعاویہ قاری محمد شریف اعوان ساکن نلہڈ تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک کو بھی باوجود اس کے اس نے لفظ "یا" کے ساتھ نبی ولی کو پکارنے کو کافی حد تک برا کہا۔ پھر بھی آخر اسے بھی یہ لکھنا پڑا کہ،

"بغور دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ پورے قرآن میں آپکو یا محمدؐ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے ادب کے ساتھ "یا مزمل" "یا مدثر" "یٰسین" جیسے باادب الفاظ کے ساتھ اپنے محبوب کو خطاب کیا" اور اگلے صفحے پر لکھتے ہیں۔

"کہ صحابہ کرام نے بھی کبھی حضور علیہ ﷺ کو یا محمدؐ سے مخاطب نہیں کیا"

(سنی اور بدعتی کی صحیح پہچان ۲۲۰۔۱۹۹)

(دلیل نمبر ۸۰)

اب چاہیے کہ خدا اور صحابہ کے قول وفعل پر عمل کرتے ہوئے تم بھی ضد چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل کر حاجی امداللہ مہاجر مکی کی زبان سے یوں پکارو۔

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسول
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسول
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ بھی ہوں
پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یارسول
ہو آستانہ آپ کا امدا کی جبین
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسول

(گلزار معرفت ۴

(دلیل نمبر ۸۱)

مولوی محمد زکریا سہارنپوری بانی تبلیغی جماعت نے لکھا ہے۔ بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی السلام علیک یا رسول اللہ اور السلام علیک یا نبی اللہ آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بھی بڑھا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(تبلیغی نصاب در نصاب فضائل درود ۷۰۳-۷۰۲)

(دلیل نمبر ۸۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

"یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا اننا فی بحر غم مغرق خزیدی سھلنا اشفالنا اودیا اکرم الخلق مالی من الوذبۃ سواک عند حلول الحادث العمم"

ایسے کلمات نظم ہو یا نثر ورد کرنا کفر و فسق نہیں بلکہ صرف مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۳۳۷)

(دلیل نمبر ۸۳)

اسی فتاوی رشیدیہ 398 پر مولانا مذکورہ رقم طراز ہیں کہ "ترحم یا نبی اللہ ترحم۔ زمہجوری بر آمد جان عالم"

ایسے اشعار شرک نہیں ہیں۔ بلکہ بایں خیال پڑھے کہ اللہ تعالیٰ اس میری عرض کو فخر دو عالم حضور علیہ وسلم ﷺ کے پیش کر دیوے۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

معزز قارئین کرام یہاں تک آپنے قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و

محدثین ومفسرین اور اقوال علماء کرام سے ندا یارسول اللہ کے جواز کو پڑھا ہے مجھے یقین ہے کہ اب عقل سلیم اور خرد اقبال کا مالک کبھی بھی غیروں کے چنگل میں نہیں پھنسے گا۔ کیونکہ اب اس کے پاس دلائل قویہ ومعتبرہ موجود ہیں۔

ضروری وضاحت

اس رسالہ کو ترتیب دینا محض اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول ﷺ کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے۔ کسی کی دل آزاری کرنا یا کسی مسلک پر بے جا تنقید کرنا یا کسی کے وقار کو مجروح کرنا بندہ کا خیال نہ ہی مقصود ہے بس صرف آج کل عوام کو ایسی بحثوں میں ڈال کر دربار رسول ﷺ سے دور کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے مجھے امید ہے کہ آقا ﷺ کا ہر امتی عزت وناموس مصطفیٰ ﷺ پر گستاخوں کے آمنے سامنے آکر سر تو دے سکتا ہے مگر در محبوب ﷺ سے دوری گوارا نہیں کرے گا۔

درحقیقت یہی ایک اصل سرمایہ ہے (محبت رسولؐ) کہ جس کو طاغوتی وسامراجی طاقتیں امت مصطفیٰ ﷺ کے دل سے نکالنا چاہتی ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے کہ خدا کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ یہود وانصاریٰ بھی مانتے ہیں۔ صرف اور صرف درمیان میں فرق محمد عربی ﷺ کی ذات ہے۔ جب ان سے تعلق کٹ جائے تو سارے اعمال رائیگاں جائیں گے۔ لیکن انشاء اللہ بقول مصطفیٰ کریم ﷺ "ساری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی"

ہم ان گمراہ کن عقائد اور نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے کہ جب تک امت کا ایک ایک فرد بلکہ بچہ بچہ گنبد خضریٰ کے جلوؤں کا مشتاق۔ مدینہ طیبہ کی گلیوں کا بھکاری اور فیوضات مصطفویٰ ﷺ کا سائل نہ بن جائے اور ہر طرف دیوانہ بن کر یہ صدا نہ لگائے کہ

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سرکٹ جائے یارہ جائے تو کچھ پروانہیں کرتے

بندہ آخر میں اپنے رسالہ کا اختتام حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی نعت کے چند اشعار پر کر رہا ہے۔

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یارسول اللہ
شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یارسول اللہ
یقین ہو جائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پر اور کروحق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
حبیب کبریا ہو تم امام الانبیاء ہو تم
ہمیں بحر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(مناجات نالہ امداد غریب)

ماخذ کتاب

۱۔ قرآن پاک مع ترجمہ کنزالایمان۔ ترجمہ از مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

۲۔ تفسیر کبیر از امام فخرالدین رازیؒ

۳۔ تفسیر جلالین از جلال الدین سیوطیؒ

۴۔ تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقیؒ

۵۔ تفسیر ابن عباس از سیدنا عبداللہ بن عباسؓ

۶۔ صحیح بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

۷۔ صحیح مسلم شریف از امام مسلم الحجاجؒ

۸۔ جامع ترمذی از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

۹۔ مشکوٰۃ المصابیح از امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہؒ

۱۰۔ مستدرک از امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہؒ

۱۱۔ معجم صغیر از امام طبرانیؒ

۱۲۔ جواہر البحار از امام یوسف نبہانیؒ

۱۳۔ البدایۃ از حافظ ابن کثیرؒ

۱۴۔ القول البدیع از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ

۱۵۔ خصائص کبریٰ از امام جلال الدین سیوطیؒ

۱۶۔ شفا شریف از علامہ قاضی عیاض مالکیؒ

۱۷۔ مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

۱۸۔ انوار محمدیہ از علامہ یوسف نبہانیؒ

۱۹۔ المواہب الدینہ از امام احمد متسطلانیؒ

۲۰۔ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

۲۱۔ شرف النووی الاذکار از ابوزکریا یحییٰ

۲۲۔ افضل الصلوٰۃ از امام یوسف بنہانی

۲۳۔ حجتہ اللہ العالمین از امام یوسف بنہانی

۲۴۔ نسیم الریاض از علامہ شہاب الدین خفاجی

۲۵۔ مسند امام اعظم از امام اعظم ابوحنیفہ

۲۶۔ سیرت ابن ہشام از علامہ ابن ہشام

۲۷۔ نشر الطیب فی ذکر الحبیب از مولوی اشرف علی تھانوی

۲۸۔ فضائل اعمال مولوی ذکریا سہارنپوری

۲۹۔ برکات درود شریف از مولانا ظفر احمد قادری

۳۰۔ مختصر سیرت الرسول از شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی

۳۱۔ قصیدہ بردہ شریف از امام شرف الدین بوصیری

۳۲۔ قصیدہ النعمانیہ از امام نعمان بن ثابت

۳۳۔ گلزار معرفت از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

۳۴۔ نالۂ امداد غریب از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

۳۵۔ ارمغان حجاز از علامہ محمد اقبال

۳۶۔ زاد المعاد از علامہ ابن قیم

۳۷۔ صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی قتیل

۳۸۔ افاضات الیومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی

۳۹۔ امداد المشتاق از مولوی اشرف علی تھانوی

۴۰۔ قصائد قاسمی از مولوی قاسم نانوتوی

۴۱۔ ماہنامہ العلماء از منہاج القرآن لاہور

۴۲۔ ماہنامہ منہاج القرآن از منہاج القرآن لاہور

مصنف کا تعارف

صاحبزادہ عبدالرشید تبسم چشتی

پاکستان کے شہر اٹک کے دورافتادہ گاؤں ناڑہ شریف میں ایک عملی گھرانے میں پرورش پائی۔ علوم دینیہ اسلامیہ کی ابتدا انہوں نے اپنے والد محترم سے کی ابتدائی کتب اور میٹرک کی تعلیم گاؤں میں مکمل کرنے کے بعد اس پیاس کو بجھانے کیلئے جامعہ رضویہ ضیاء السلام راولپنڈی جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور اور دیگر جامعات اسلامیہ سے فیض حاصل کرنے کے بعد اور دینی علوم کی تکمیل کے بعد اس وقت دیوانِ حضوری نزد سوہاوہ میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں مجھے فخر و ناز ہے کے مجھے ان کی شاگردی کے ساتھ ساتھ تین بھائی ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے استاذی المکرّم کو میں نے محنتی و مخلص مشفق جیسی خداد صفات کے ساتھ ساتھ نہایت بہترین مقرر محرر و شاعر بھی پایا جس کی عکاسی ان کی یہ تصنیف ایمان کی جلاء کر رہی ہے یہ ان کی دوسری تصنیف ہے میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ استاذی المکرّم کو مزید علم و عمل کے ساتھ سرفراض فرمائے اور مزید دین متین کی خدمت کی توفیق دے۔

آمین محب سید المرسلین ﷺ

طالب دعا

محمد سعد اختر

ساکن دیوان حضوری